عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۲۶ رجب تا ۲ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱۹

عشر کی ادائیگی

فضائل و مسائل

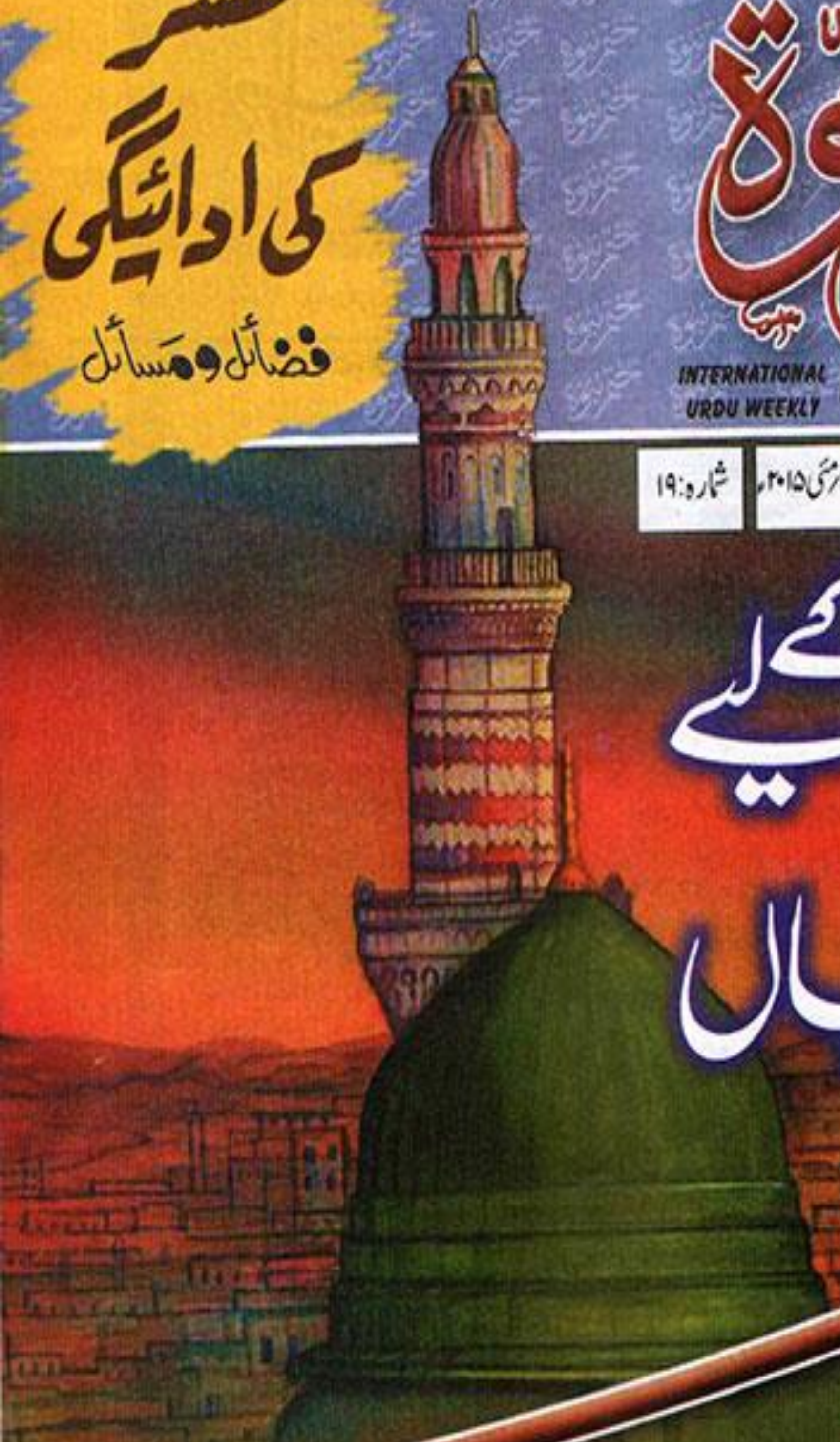

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لیے اکابر کی قربانیاں

مشرقِ وسطیٰ کے ہوش رُبا حالات

قادیانیت کی بیخ کنی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

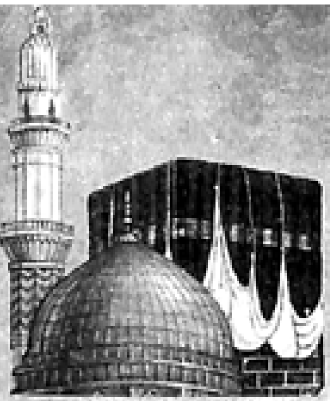

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

حج اور عمرہ کے لئے احرام کہاں سے باندھنا ضروری ہے؟

ابوعائشہ جالندھری، کراچی

س:......ایک شخص کراچی سے عمرہ کے لئے روانہ ہوا اور اس کی فلائٹ دبئی کے راستے جدہ جانا تھی۔ اس نے احرام کراچی سے باندھنے کے بجائے ساتھ رکھ لیا کہ دبئی جاکر وہاں سے باندھے گا۔ مگر غلطی سے احرام اپنے سامان میں رکھ دیا اور سامان جمع کرادیا جو اسے جدہ ایئرپورٹ پر واپس ملے گا۔ اب اس کے لئے ممکن نہیں رہا کہ وہ دبئی ایئرپورٹ پر احرام پہنے تو کیا یہ شخص جدہ ایئرپورٹ پر احرام کی نیت کرسکتا ہے؟ یا اس پر دم لازم ہوگا؟

ج:......احرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے جدہ تک موخر کرنا درست نہیں۔ اس لئے دبئی ایئرپورٹ سے نیا احرام خرید لیا جائے یا پھر اگر کوئی چادر وغیرہ مل جائے تو اسے بطور احرام کی چادر استعمال کرلیں اور احرام کی نیت میقات سے پہلے پہلے کرلیں۔

طواف کہاں سے شروع کیا جائے؟

س:...... حرم میں طواف کس جگہ سے شروع کیا جائے، پہلے اس کے لئے ایک ماربل کی لکیر اور پٹی ہوا کرتی تھی اب وہ ختم کردی گئی ہے، اس لئے بعض مرتبہ زیادہ رش ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہو پاتا کہ حجر اسود کے سیدھ میں ہیں یا نہیں، ایسی صورت میں اگر غلطی سے مقام ابتدا سے تھوڑا آگے کی طرف سے طواف شروع کیا تو یہ چکر پورا نہیں ہوگا پھر سات چکر مکمل کرنے کے بعد یہ طواف پورا کہلائے گا یا نہیں؟

ج:......طواف تو مکمل ہوجائے گا، مگر احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ طواف کے ہر چکر کی ابتدا اور انتہا کا خاص خیال رکھا جائے اور کوشش کی جائے کہ ہر چکر مکمل طور پر ادا ہو، ایک قدم برابر بھی کمی نہ ہو۔ تاکہ اجر وثواب پورا پورا حاصل ہو۔

میت کی طرف سے حج بدل

س:......ایک شخص پر حج فرض تھا مگر زندگی میں وہ حج ادا نہ کرسکا، اب اس کی طرف سے کیا دوسرا کوئی شخص حج ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج:......میت کی طرف سے حج بدل کرسکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے تہائی ترکہ میں سے اس کا حج بدل ادا کیا جائے گا اور اگر تہائی ترکہ سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب ورثا عاقل بالغ ہوں اور کل مال سے حج بدل کی اجازت دے دیں تو کل مال سے بھی حج بدل کیا جاسکتا ہے اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تھی بلکہ ورثا اپنی مرضی سے حج بدل کرانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ حج قبول فرماکر اس کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

باپ کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا

س:...... میں ایک جوائنٹ فیملی میں رہتی ہوں۔ میرے شوہر اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں اور میرے سسر مجھے ناپسند کرتے ہیں اور اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو ورنہ میں تمہیں اپنے کاروبار اور گھر سے بے دخل کردوں گا۔ اس لئے میرے شوہر نے مجھ سے کہہ دیا کہ میں خلع لے لوں جبکہ میں خلع لینا نہیں چاہتی۔ اپنے بچوں کو لے کر کہاں جاؤں گی اور بدنامی الگ ہوگی۔ براہ کرم یہ بتائیں کہ ایسے شوہر اور سسر کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ اور آخرت میں ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا؟

ج:......اگر بیوی کا کوئی قصور نہ ہو تو محض باپ یا ماں کے کہنے پر اسے طلاق دے دینا جائز نہیں، حرام ہے۔ اسی طرح ساس سسر ہوں یا دوسرے لوگ، میاں بیوی کو ایک دوسرے سے متنفر کرنا اور ان کے درمیان جدائی کرانا یا اس پر زور ڈالنا سخت گناہ اور حرام ہے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں ایک جیتے بستے گھرانے کو برباد کرنے کے جرم میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی زندگیوں سے بھی چین، سکون اور اطمینان نہ چھین لے اور مظلوم کی آہ انہیں دنیا وآخرت میں برباد نہ کردے۔ ممکن ہے کہ جو آج یہ ظلم کسی کی معصوم بیٹی کے ساتھ کریں کل کو خود ان کی بہو، بیٹی اور بہن کے ساتھ بھی اس سے کہیں زیادہ ذلت اور رسوائی کا معاملہ ہو۔ اس لئے آپ کے شوہر کو چاہئے کہ وہ حکمت سے کام لیتے ہوئے باپ کو بھی راضی کرلیں اور بیوی بچوں کے ساتھ بھی احسان کا معاملہ کریں۔ اگر ایک ساتھ رہنے کی صورت نہ بن پائے تو اپنے بیوی بچوں کے لئے الگ گھر کا اور رہائش کا انتظام کریں۔ اللہ تعالیٰ غیب سے مدد ونصرت فرمائیں گے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۲۶ رجب المرجب تا ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۵ء — شمارہ:۱۹

اس شمارے میں!

قادیانیت کے خلاف آزاد کشمیر اسمبلی کا فیصلہ!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
مشرق وسطیٰ کے ہوشربا حالات	۶	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ
عقیدہ ختم نبوت کے لئے اکابرین کی قربانیاں	۹	مولوی محمد زکریا ملک
قادیانیت کی بیخ کنی	۱۱	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
شکر ادا کرنے کے فضائل ومسائل	۱۵	مفتی ظہور احمد
حضرت مہدی علیہ الرضوان......(۲)	۱۷	حافظ عبید اللہ
چناب نگر مدرسہ میں مولانا محمد علی کاندھلوی کی تشریف آوری	۱۹	مولانا غلام رسول دین پوری
علامات قیامت	۲۱	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں! (۹)	۲۳	مولانا فضل محمد مدظلہ
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۳۸)	۲۵	سعود ساحر

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(کراس چیک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(کراس چیک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

قادیانیت کے خلاف آزاد کشمیر اسمبلی کا فیصلہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ہفت روزہ ختم نبوت جلد:۳۴، شمارہ:۱۵ کا اداریہ: ''قادیانیت کے خلاف تاریخی فیصلے اور قراردادیں'' چوبیس حوالوں سے مزین اور مؤکد کیا گیا تھا۔ ذہن میں تو تھا کہ آزاد کشمیر کی اسمبلی نے پاکستان کی قومی اسمبلی سے پہلے متفقہ قرارداد منظور کی تھی کہ ''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے'' لیکن بسیار کوشش کے باوجود حوالہ نہ مل سکا، اس لئے اسے اداریہ کا حصہ نہ بنایا جاسکا۔ اس اداریہ کی اشاعت کے بعد ہمارے مخدوم محترم ومکرم حضرت مولانا قاری عبدالوحید قاسمی صاحب مدظلہ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے بزرگ راہنما ہیں، انہوں نے اپنے ایک خط اور تمام حوالوں سمیت آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس قرارداد سے پہلے ان کا محبت نامہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت قاری عبدالوحید قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

''بخدمت جناب حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ! وبعد!

امید واثق ہے کہ خیر وعافیت ہوگی۔ ماشاء اللہ! آپ نے قادیانیت کے خلاف تاریخی فیصلے اور قراردادیں لکھ کر دریا کو کپسول میں بند کردیا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرماکر مزید توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

بندۂ ناچیز کی طرف سے ایک گزارش ہے کہ ان فیصلوں میں ایک تاریخی فیصلہ ۲۹؍اپریل ۱۹۷۳ء آزاد کشمیر کی اسمبلی کا فیصلہ بھی ہے، جو کہ خطۂ کشمیر کا منفرد اعزاز ہے۔ حکومتی سطح پر اسمبلی آزاد کشمیر نے میجر محمد ایوب خان شہیدؒ کی قرارداد پر متفقہ طور پر سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، جو کہ تاریخ کا ایک سنہری حصہ ہے، آئندہ اپنی تحریروں میں اس فیصلہ کو بھی شامل کرلیا کریں، نوازش ہوگی۔ تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

(بتاریخ: ۲۰؍اپریل ۲۰۱۵ء)

جیسا کہ خط میں لکھا گیا ہے کہ قرارداد کے محرک جناب میجر محمد ایوب صاحب تھے، آپ نے ۲۸؍اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں درج ذیل قرارداد پیش کی:

''۱:... قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:... ریاست میں جو قادیانی رہائش پذیر ہیں ان کی باقاعدہ رجسٹریشن کی جائے۔

۳:... اور انہیں اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی تعداد کے مطابق مختلف شعبوں میں ان کی نمائندگی کا تعین کرایا جائے۔

۴:... قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ریاست میں قادیانیت کی تبلیغ ممنوع ہوگی۔

جناب میجر محمد ایوب صاحب نے اسمبلی میں قرارداد پیش کرتے ہوئے دوسرے دلائل کے علاوہ آئین پاکستان کے صفحہ نمبر ۱۱۴ پر درج شدہ صدر مملکت اور وزیراعظم کے مجوزہ حلف نامے بھی پڑھ کر سنائے اور کہا کہ آئین میں ان دونوں سربراہوں کے لئے مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا ہے اور ان حلف ناموں کے ضمن میں مسلمان کی جامع مانع تعریف بھی شامل کردی گئی ہے، جس میں یہ بات واضح طور پر شامل ہے کہ حلف اٹھانے والا یہ اقرار کرتا ہے کہ اس کا ایمان ہے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ورسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

میجر صاحب نے مزید کہا کہ آئین پاکستان کی اس دستاویز کی رو سے احمدی خود بخود غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے ہیں، کیونکہ وہ حضور سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ میجر صاحب نے مزید کہا کہ اس سے قبل آزاد کشمیر اسمبلی یہ قرارداد منظور کرچکی ہے کہ ریاست میں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں گے، اس لئے لازم ہے کہ اس معاملہ میں بھی شریعت کے مطابق واضح احکامات جاری کئے جائیں۔‘‘

آزاد کشمیر اسمبلی سے یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہونے کے بعد ۳۰ر اپریل ۱۹۷۳ء کے تمام قومی اخبارات میں اس خبر کے شائع ہونے پر پورے ملک میں مسرت اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تمام شہروں اور قصبوں سے صدر آزاد کشمیر مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان، اسپیکر اور جملہ اراکین آزاد کشمیر اسمبلی خصوصاً قرارداد کے محرک میجر محمد ایوب خان صاحب کے نام مبارکبادی تاروں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا، مختلف اسلامی تنظیموں اور جماعتوں کے سربراہوں کی طرف سے خیر مقدم اور مبارکباد کے بیان جاری کئے گئے اور صدر مملکت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ آزاد کشمیر کی طرح وہ بھی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس دیرینہ عوامی مطالبہ کو پورا کریں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور بعض دوسری جماعتوں کے نمائندہ وفود نے مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان سے ملاقات کرکے انہیں مبارکباد پیش کی اور درخواست کی کہ وہ اس قرارداد کی توثیق کرکے اس کو قانونی شکل دیں۔

آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد سے متاثر ہوکر کونسل مسلم لیگ کے میاں خورشید انور (ایم پی اے) نے پنجاب اسمبلی میں اور جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالحکیم (ایم این اے) نے قومی اسمبلی میں اس مضمون کی قرارداد پیش کرنے کے نوٹس دے دیے ہیں۔‘‘

اس وقت کے آزاد کشمیر کے وزیر قانون، بحالیات و تعمیر عامہ کا ایڈیٹر چٹان کے نام جو خط لکھا گیا تھا اور اس میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا تھا وہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’محترمی و مکرمی مدیر صاحب چٹان! السلام علیکم!

آزاد کشمیر میں مرزائیت کی بندش اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں آپ نے جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے اس سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس حوصلہ افزائی کی جزا دے۔

پاکستان اسلام کی قدریں بحال کرنے اور ان اسلامی قدروں کو زندگی کے ہر شعبہ پر محیط کرنے کی خاطر معرض وجود میں آیا تھا۔ آزاد کشمیر کی موجودہ مسلم کانفرنس کی تشکیل کردہ عوامی حکومت نے ان اسلامی قدروں کو آزاد کشمیر کے چھوٹے سے خطہ میں بحال کرنے کی بھرپور کوشش جاری کردی ہے، اس میں اسلامی قوانین کا نفاذ اور اسلامی نظام کا اجرا شامل ہیں۔ ہم دن رات اس کوشش میں مصروف ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر اپنی ساری قوم کو ساتھ لے کر چل پڑیں لیکن سرزمین پاک کے بااثر طبقہ کو ہمارے خلاف یہ شکایت ہے کہ: ’’اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں!‘‘

برادرم محترم! اس کا علاج یا تدارک آپ ہی کرسکتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا معاملہ ہے یہ موجودہ حکومت کیا، ایسی ہزاروں حکومتیں ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس محترم پر ایک ٹھوکر سے قربان کرسکتے ہیں۔ ہماری طرف سے تشفی رکھیں کہ اس مقدس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم آخری سانس تک اپنا عمل جاری رکھیں گے۔

امید اور توقع ہے کہ تمام احباب کو میرا مذکورہ بالا پیغام آپ پہنچائیں گے اور عامۃ المسلمین کو بھی آزاد کشمیر کی موجودہ حقیری کوشش سے باخبر رکھیں گے۔ والسلام۔

آپ کا خیر اندیش: خواجہ محمد اقبال بٹ (وزیر قانون آزاد کشمیر)

چٹان لاہور، ۱۵ر جون ۱۹۷۳ء‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی توفیق مرحمت فرماتے رہیں اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں محشور فرماکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بنائیں۔ آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

مشرقِ وسطیٰ کے ہوش رُبا حالات

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ، جامعہ دارالعلوم کراچی

اسلامی دنیا میں عالم عرب اور عالم عرب میں مملکت سعودیہ عربیہ کو مسلمانانِ عالم کے دلوں میں عقیدت واحترام کا امتیازی درجہ حاصل ہے، اور حرمین شریفین کی نسبت سے ہر مسلمان کا دل نہ صرف حجاز مقدس بلکہ پوری مملکت کے لئے محبت وعقیدت کے دینی جذبات سے دھڑکتا ہے، محبت واحترام کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب سے اس علاقہ میں آلِ سعود کی حکمرانی قائم ہوئی ہے اس خاندان نے حرمین شریفین کی تعمیر وترقی، حسن انتظام، دنیا بھر سے حج اور عمرے کے لئے آنے والے لاکھوں فرزندانِ توحید کے آرام وراحت اور بے فکری وآسانی کے ساتھ مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی میں عمدہ انتظامات میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے یہ حکمران مسلمانانِ عالم کی طرف سے ممنونِ احسان ہیں، پاکستان کے ساتھ بھی سعودی حکمرانوں کا حسن سلوک ہمیشہ مثالی رہا ہے اور ملک وقوم کو درپیش ہر مشکل وقت میں، پڑوسی دشمن کے ساتھ جنگی معرکے ہوں، ارضی وسماوی آفات ہوں یا معاشی وسیاسی مسائل ومشکلات، غرض قومی ضرورت ومصلحت کے ہر نازک موڑ پر مملکت سعودی عربیہ کے اربابِ بست وکشاد، ہمیشہ مثالی تعاون میں پیش پیش رہے ہیں ــــ دوسری طرف پاکستان بھی ہر مشکل گھڑی میں دینی وایمانی جذبات اور ذمہ داری کے ساتھ مؤثر تعاون کرتا رہا ہے، پاک فوج کے حوصلہ مند جوانوں کی طرف سے ماضی بعید وقریب میں عقیدت واحترام پر مبنی ایسا عسکری تعاون جو فوجی مہارت اور ایمانی جذبات پر مبنی ہو، پاکستان کے علاوہ شاید ہی کوئی دوسرا ملک پیش کرسکتا۔

رپورٹوں کے مطابق اب بھی ہمارے فوجی دستے سعودی فوج کے جوانوں کی تربیت اور عسکری امور سے متعلق مقامی سطح پر خدمات فراہم کررہے ہیں جبکہ لاکھوں کی تعداد میں پاکستانی باشندے ــــ مزدور سے لے کر ڈاکٹر اور انجینئر تک ــــ مملکت کے ہر شعبے میں اہم اور مفید خدمات انجام دے رہے ہیں، کچھ عرصے سے علاقے میں پیش آنے والے خانہ جنگی کے تشویشناک حالات صرف سعودی بھائیوں کے لئے ہی پریشان کن نہیں ہیں عالمی سطح پر بھی ہر مسلمان ان حالات سے مضطرب ہے اور پاکستان بطورِ خاص ــــ حکومت وعوام دونوں ہی ــــ مضبوط دینی، تاریخی اور برادرانہ رشتوں کی وجہ سے نہ صرف فکرمند بلکہ متاثر ہیں۔

کچھ عرصے سے علاقے میں پیش آنے والے خانہ جنگی کے تشویشناک حالات صرف سعودی بھائیوں کے لئے ہی پریشان کن نہیں ہیں عالمی سطح پر بھی ہر مسلمان ان حالات سے مضطرب ہے اور پاکستان بطورِ خاص.... حکومت اور عوام دونوں ہی.... مضبوط دینی، تاریخی اور برادرانہ رشتوں کی وجہ سے نہ صرف فکرمند بلکہ متاثر ہیں

مشرق وسطیٰ کا پورا خطہ ایک عرصہ سے جنگ کے خوفناک شعلوں کی لپیٹ میں ہے، اور لوہے وبارود کی تباہ کاری نے اس علاقے میں جان ومال اور حکومت وسیاست کے بہت سے قیمتی اثاثوں کو خاکستر کرڈالا ہے، عراق کو تباہ کیا گیا، لیبیا برباد ہوا، مصر اور تیونس میں اضطراب اور بے چینی کے جھکڑ چلنے لگے، اب یمن میں خوفناک افراتفری ہے جبکہ اس خانہ جنگی اور لاقانونیت سے دیگر پڑوسی ممالک میں بھی خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں، بالخصوص مملکت سعودی عربیہ کے ساتھ طویل ترین سرحد رکھنے کی وجہ سے یمن میں اٹھنے والے باغیانہ اور فرقہ وارانہ فتنے کی تپش کے پڑوس میں پہنچنے کے خطرات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

مسلم ممالک میں پیش آنے والے ان تباہ کن حالات کے پیچھے یقیناً اس سازشی ذہنیت کا دخل ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور چین وسکون کا دشمن ہے لیکن یہ دشمن خود لشکر کشی نہیں کرتا بلکہ ان ممالک کے باشندوں میں سے ہی افراد اور گروہوں کو ساتھ ملا کر پہلے آگ بھڑکاتا ہے اور پھر اس کو زیادہ سے زیادہ تباہ کن بنانے کے لئے اس پر تیل چھڑکتا ہے، یوں ایک عرصہ سے اندر کا "نادان" دوست اور باہر کا "شاطر" دشمن دونوں مل کر مسلم خطوں میں آباد شہروں، پرسکون بستیوں اور معاشی اور سیاسی اداروں کو ملیامیٹ

کرنے کا تباہ کن کھیل کھیل رہے ہیں، جس کے نتیجے میں دہشت گردی، جان و مال کی تباہی اور دلخراش افراتفری کے انسانی المیئے جنم لے رہے ہیں۔

مسلم ممالک میں برسر اقتدار طبقہ بالعموم مغرب کا پروردہ ہے، محدود مادہ پرستانہ سوچ کا غلام یہ طبقہ، اپنی تہذیبی اور ایمانی قدروں کی پاسداری اور قومی زندگی کے نشیب و فراز میں اپنے مقاصد حیات کو اہمیت دینے اور اپنا قبلہ درست کرنے کی بجائے، مغرب کا تابع مہمل بنا ہوا ہے اور شامت اعمال سے حکومت ہو، ریاستی ادارے ہوں یا معاشرہ، ہر جگہ مغرب کی چھاپ نظر آتی ہے بدعنوانی، عیش پرستی اور آرام طلبی کی دوڑ لگی ہوئی ہے، نوجوان نسل ہر دینی و اخلاقی پابندی سے آزاد آوارگی کی راہ پر ہے جبکہ دشمن پر نظر رکھنے، دینی اور تہذیبی اقدار کی حفاظت کرنے تعلیم کا معیار بلند کرنے، علم و ہنر میں کمال حاصل کرنے اور سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھنے کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں ہے۔

اس طرح کے ماحول میں جب کسی قوم پر آزمائش کا وقت آتا ہے تو ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور قوم و ملک کا استحکام لرزنے لگتا ہے، عالمی میڈیا پر مشرق وسطیٰ کے ممالک اور ان میں قائم حکومتوں کی کمزوریوں کا چرچا جس طریقہ سے ہو رہا ہے اُس کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے اور شرم سے گردن جھک جاتی ہے، یمن مشرق وسطیٰ کا اہم ملک ہے اور عدن کی بندرگاہ کی وجہ سے عالمی سطح پر اس کی بڑی اہمیت ہے، یہاں کی آبادی مختلف قبائل پر مشتمل ہے جن کے درمیان عشروں سے رسہ کشی ہے، ایک زمانے میں یہاں علاقائی تقسیم سے دو حکومتیں قائم تھیں، پھر دونوں حصے یکجا ہو گئے اور صنعاء پورے ملک کا دارالحکومت قرار پایا لیکن حکومت و سیاست کا مستحکم نظام قائم ہونے کی بجائے قبائل کے درمیان منافرتوں نے سر اٹھایا اور امن و امان درہم برہم ہو گیا، اب کچھ عرصے سے حوثی قبائل نے مسلح بغاوت کرکے اور قانونی حکومت کا خاتمہ کرکے دارالحکومت صنعاء پر بھی قبضہ کر لیا ہے جس کے نتیجے میں سیاسی نظام کی جگہ لاقانونیت، خانہ جنگی اور طوائف الملوکی پھیل گئی ہے، حالیہ صورتحال اس لئے زیادہ تشویشناک ہے کہ اس بغاوت میں اب فرقہ وارانہ عنصر بھی شامل ہو گیا ہے، عالمی رپورٹوں کے مطابق حوثی قبائل کا اصل تعلق زیدی فرقے سے تھا جو اہل تشیع کے فرقوں میں سے نسبتاً اعتدال پسند سمجھا جاتا ہے کہ جارحانہ مزاج

> مسلم ممالک میں پیش آنے والے ان تباہ کن حالات کے پیچھے یقیناً اُس سازشی ذہنیت کا دخل ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور چین و سکون کا دشمن ہے لیکن یہ دشمن خود لشکر کشی نہیں کرتا بلکہ ان ممالک کے باشندوں میں سے ہی افراد اور گروہوں کو ساتھ ملا کر پہلے آگ بھڑکاتا ہے اور پھر اس کو زیادہ سے زیادہ تباہ کن بنانے کے لئے اس پر تیل چھڑکتا ہے

نہیں رکھتا، لیکن کہا جاتا ہے کہ ایران کی موجودہ حکومت نے یہاں اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا، حوثی قبائل کی مرکزی شخصیات کو بلا کر ان کی ذہن سازی کی جس کے نتیجے میں یہ فرقہ اثنا عشریہ میں تبدیل ہوا اور بالآخر بیرونی پشت پناہی سے معاملہ اقتدار پر قبضے اور مسلح بغاوت تک پہنچ گیا۔

حکومت ایران، ایرانی انتظامیہ اور ایران کی عام شیعہ آبادی کا تعلق اثنا عشری فرقے سے ہے، موجودہ حکومت سابق شاہ ایران کی بادشاہت کا خاتمہ کرکے تقریباً ۳۵ سال پہلے ایرانی عوام کے مذہبی پیشوا امام خمینی کی سرپرستی میں قائم ہوئی تھی، چنانچہ اس مسلکی انقلاب کی چھاپ، حکومت، سرکاری اداروں اور معاشرے کے مختلف طبقات میں باقاعدہ فرقہ وارانہ مزاج کے ساتھ نمایاں نظر آتی ہے، یہاں تک کہ اندرون ایران، سیستان و بلوچستان، خراسان اور کردستان سمیت، جہاں جہاں اہل سنت ہیں وہ ایرانی ایجنسیوں کے زیر نظر اور دباؤ میں ہیں، ایران کے اہل سنت حکومتی رویوں کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسرے درجے کے شہری سمجھتے ہیں کہ حکومت و ریاست میں ان کا حصہ بس نمائشی حد تک ہے، حالانکہ بعض رپورٹوں کے مطابق اس ملک کی آبادی میں اہل سنت ۲۰ تا ۲۵ کی نسبت میں ہیں، یہ بھی کس قدر تعجب خیز صورتحال ہے کہ ایرانی دارالحکومت تہران جہاں لاکھوں کی تعداد میں اہل سنت سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں، یہاں ان کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ جامع مسجد میسر نہیں ____ نہ صرف اندرون ایران بلکہ دیگر ممالک میں جہاں جہاں ایران کے سفارتخانے، کلچرل سنٹرز اور ڈپلومیٹک مشن کام کر رہے ہیں وہ بھی اپنے اس رنگ کو نہ صرف یہ کہ چھپانے کی فکر نہیں کرتے بلکہ آگے بھی منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہر ملک میں موجود شیعہ آبادی اور ایران کی موجودہ حکومت و انتظامیہ کے درمیان مضبوط اور گہرا روابط قائم ہیں ____ مسلک کا یہ فکری تعلق بجائے خود معیوب نہیں ہے لیکن ان روابط کے نتیجے میں فرقہ وارانہ انتہاپسندی اور جارحانہ طرز عمل کا پیدا ہونا ہر لحاظ سے خطرناک ہے، تشیع بطور مکتبہ فکر کے تاریخی حقیقت ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ امت مسلمہ بحیثیت سواد اعظم اور مین اسٹریم Main Stream دین کی اس تعبیر سے وابستہ ہے

جس کو مسلک "اہل سنت والجماعت" کہا جاتا ہے سواداعظم کے فکروعمل کے اساسی مآخذ قرآن وسنت ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کی صداقت وعدالت پر اعتماد اس کا لازمی حصہ ہے، کہ دین کے یہ مآخذ انہیں کے ذریعے محفوظ ہوئے اور ہم تک پہنچے ہیں چنانچہ چودہ سو سال سے امت مسلمہ کا حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معیار حق ہونے پر اتفاق ہے، کسی بھی گروہ کا اپنے فکری نقطۂ نظر سے وابستگی کا حق قابل قبول ہے لیکن جمہور امت کے اساسی فکری دھارے میں رخنہ ڈالنا نامعقول بھی ہے اور واقعاتی طور پر سعی لاحاصل بھی، جمہور امت کے معتقدات کو چیلنج کر کے فرقہ وارانہ سوچ مسلط کرنا اور اس غرض کے لئے منافرت کے شعلے بھڑکانا سواد اعظم کے لئے ناقابل قبول طرز عمل ہے ___ اس لئے نہایت دردمندانہ اور خیرخواہانہ گزارش ہے کہ (الدین النصیحہ دین خیرخواہی کا ہی نام ہے) اس طرز عمل پر نظرثانی کی جائے اور جمہور امت کے فکری اثاثوں کو مجروح کرنے سے گریز کیا جائے، اپنے ملک وقوم کے لئے مثبت کاموں کا بڑا وسیع دائرہ موجود ہے، منفی اور جارحانہ اقدامات سے ماضی میں بھی مسلمانان عالم کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچے ہیں آئندہ بھی کسی فائدے کی توقع نہیں ہے۔

مملکت سعودی عربیہ کے ارباب حل وعقد سے بھی عاجزانہ التماس ہے کہ خدمت حرمین شریفین کے جس اعزاز سے وہ سرفراز ہیں اور عالمی سطح پر ہر مسلمان ان کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے اس کا واضح سبب حرمین کے ساتھ خدمت کی یہ مبارک نسبت ہے اس لئے انہیں اس اعتماد کو مجروح نہیں کرنا چاہیے، مہبط وحی، حجاز مقدس جس طرح صدیوں سے عقاید وشرائع کا سرچشمہ رہا ہے، آج بھی ہونا چاہیے، بعض حالات دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ریاستی اداروں اور باشندگان مملکت میں معاملات ومعاشرت وغیرہ شعبہ جات میں آسمانی تعلیمات کا عکس بہت دھندلا ہے، رحمۃ للعالمین کی ذات سے ایمانی اور مکانی قربت رکھنے والوں کو معاملات کی صفائی، رحمدلی، زندگی کے نشیب وفراز میں تصنع وتکلف اور اغیار کی نقالی کی جگہ، وقار واعتدال کا حامل ہونا چاہیے، یہاں کے ارباب اقتدار کو معروف کے لئے ماحول سازگار بنانے منکرات کا راستہ روکنے،

عالمی میڈیا پر مشرق وسطیٰ کے ممالک اور ان میں قائم حکومتوں کی کمزوریوں کا چرچہ جس طریقہ سے ہو رہا ہے اُس کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے اور شرم سے گردن جھک جاتی ہے

دعوت دین میں معاون بننے اور زمینی وفکری سرحدات کی حفاظت کے لئے تیقظ، تدبر اور تحمس جیسے اوصاف کا حامل بننے کی نبوی سیرت کا حامل ہونا چاہیے، مسلمانان عالم کو ان کی ذات میں اُن مردان صدق وصفا کی تلاش ہے جن کی منافست سامان آسائش کے حصول میں نہیں، دین حنیف کا عکس جمیل بننے میں ہو، وہ اسلام کا بول بالا کرنے ظلمتوں کے شکار بندگان خدا کو حق وصداقت کی راہ دکھانے اور دشمنان اسلام کی سازشوں سے مسلم ممالک میں فکری وعملی ارتداد کے جو جھکڑ چل رہے ہیں، ان کے سامنے بند باندھنے کی تڑپ رکھتے ہوں۔

سعودی انتظامیہ کی مغربی دنیا سے غیر معمولی قربت اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے لئے، ___ آنکھیں بند کر کے ___ امریکا کا انتخاب، نیز عسکری، سیاسی، معاشرتی اور معاشی مسائل ومعاملات تک مغربی دنیا کی رسائی ودخل اندازی اور بعض عرب ملکوں کے بارے میں نامناسب فیصلے جیسا طرز عمل خوش آئند قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مناسب ہوگا کہ مملکت اور قوم کے وسیع تر مفاد میں ماضی کا پوری سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لے کر خامیوں کی اصلاح کی جائے ___ خطرات کے جو بادل منڈلا رہے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے، اس تجویز پر بھی غور کیا جائے کہ مملکت سعودی عربیہ کے تعلیمی اداروں میں عسکری تربیت لازمی قرار دی جائے بلکہ مملکت کی سطح پر ہر بالغ مرد کو ناگزیر فوجی تربیت سے آراستہ کیا جائے، نوجوانوں کی زندگی کو منظم اور بامقصد بنایا جائے، اس طرح کے اقدامات سے ان شاء اللہ آوارگی اور آزاد روی کے اس رجحان کی بھی حوصلہ شکنی ہوگی جس کی طرف نوجوان راغب ہو رہے ہیں۔

ہماری رائے میں اس مقصد کے حصول کے لئے پاک فوج کے ریٹائرڈ ___ آفیسرز اور جوان نہ صرف یہ کہ بہترین معاون ثابت ہوسکتے ہیں، بلکہ جہاد کے جذبہ سے سرشار یہ جوان، امید ہے کہ اپنی پوری قابلیت اور حربی مہارت سے مملکت سعودیہ کے لئے بہترین فوج تیار کر کے اس کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنادیں گے۔

مولائے کریم پاکستان اور عالم اسلام کو ہر طرح کے فتنوں سے پناہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کیلئے اکابرین کی قربانیاں!

مولوی محمد زکریا ملک، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین. وکان اللہ بکل شیء علیما."
(الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: "محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔"
(ترجمہ شیخ الہندؒ)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

"انا خاتم النبیین لا نبی بعدی."
(الحدیث)

اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے، آخری قانون سماوی اور آخری پیغام ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آخری امت، امت محمدیہ کو عطا کیا ہے۔

جو لوگ کلمۂ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہونے کا عہد کرتے ہیں، ان کو دین اسلام کی ان تمام باتوں کا جاننا لازم ہو جاتا ہے جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی اور جن کا ثبوت تواتر سے ہوا ہے، ایسے امور کو ضروریات دین کہا جاتا ہے، پس تمام ضروریات دین کو جاننا شرط اسلام ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا دراصل کلمہ طیبہ کا انکار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار ہے۔ اس لئے جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا ان میں شک وشبہ کا اظہار کرے یا ان کے متواتر معنی و مفہوم کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص مسلمان نہیں بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: طب کا مسئلہ ہے، جس آدمی کو کوڑھ کی بیماری لگ جائے، اس کو جتنی بھی لذیذ اور طاقت بخش خوراک کھلائیں، اس کی بیماری بھی ترقی کرتی جائے گی۔ اسی طرح جس کا عقیدہ خراب ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی مانے وہ کتنے ہی اچھے عمل کیوں نہ کرے، لوگوں سے نرم سلوک اور برتاؤ پیش آئے، اس کا کفر وشرک بڑھتا جائے گا۔

قرآن کی سو سے زائد آیات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے، اسی طرح کم وبیش دو سو سے زائد احادیث مبارکہ، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما" کی تفسیر میں ارشاد فرمائیں، ان سے بھی آپ کا آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" ترمذی شریف کی ایک روایت میں فرمایا: "ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" اور بخاری شریف کی روایت میں ایک مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ:

"ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔"
(متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی ایک اور انداز سے وضاحت فرمائی، حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"
(المائدہ:۳)

یعنی اعلان کرادیا کہ: اب دین وشریعت مکمل ہو چکے ہیں، اب اس میں کسی قسم کی ترمیم وتنسیخ کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہی۔

تکمیل دین کا اعلان ہی ختم نبوت کا اعلان تھا، کیونکہ دین میں ترمیم وتنسیخ تو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ اب جب دین مکمل ہو گیا تو قیامت تک اس میں کسی قسم کی ترمیم وتنسیخ کی ضرورت نہ رہی تو نبی کے آنے کا مقصد ہی پورا ہو گیا، لہٰذا اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت ثابت ہوگی۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہی دین کی اساس اور بنیاد ہے کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ

ہے، عقیدۂ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں، اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا، کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی اور تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لئے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی تو امت مسلمہ نے بھرپور دفاع کیا۔ اس لئے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضے کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری دور میں سب سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ کرکے امت کے سامنے اس کام کا عملی نمونہ پیش کیا، چنانچہ یمن میں عبہلہ نامی ایک شخص جس کو اسود عنسی کہا جاتا تھا، اس نے سب سے پہلے ختم نبوت سے بغاوت کرکے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو اس سے قتال وجہاد کا باقاعدہ تحریری حکم صادر فرمایا اور بالآخر حضرت فیروز دیلمیؓ کے خنجر نے اس جھوٹی نبوت کا آخری فیصلہ سنادیا۔

نبوی دور میں ختم نبوت کے دوسرے غدار کو مسیلمہ کذاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے نبوت محمدی میں شرکت کا دعویٰ کیا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اس کی سرزنش کے لئے بھیجا، بالآخر ایک معرکۃ الآراء جنگ ہوئی اور مسیلمہ کذاب کو اس کے بیس ہزار پیروکاروں کے ساتھ قلعہ "حدیقۃ الموت" کے راستے جہنم کی راہ دکھائی۔ صرف اس ایک معرکہ میں مسلمانوں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کی شہادت کا نذرانہ پیش کیا، جن میں ستر بدری صحابہ کرامؓ اور سات سو سے زائد وہ صحابہ کرامؓ تھے جو قرآن کریم کے ماہر تھے اور قراء کہلائے جاتے تھے۔ اتنی بڑی قربانی تمام غزوات اور سرایا میں نہیں دی گئی، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنی جنگیں لڑی گئیں، غزوات اور سرایا ملا کر ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔

غرض یہ کہ امت نے کبھی کسی جھوٹی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جھوٹے نبیوں کے استیصال اور خاتمے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کی، ہر طرح کا ظلم برداشت کیا، آگ میں کودنا قبول کیا، مگر جھوٹی نبوت کو پنپنے نہیں دیا۔ حضرت ابومسلم خولانیؒ کو اسود عنسی نے اپنی نبوت کے نہ ماننے پر آگ میں ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گلزار بنادیا۔

مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا، مگر انہوں نے بار بار انکار کیا، وہ بدبخت ایک ایک عضو کاٹتا رہا، بالآخر انہیں شہید کردیا گیا، مگر حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار نہ کراسکا۔

جب انگریز کے خودساختہ پودے ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے تدریجاً نبوت کا دعویٰ کیا تو ہمارے اسلاف نے پورے پاک وہند میں اس فتنے کی سرکوبی کے لئے مختلف تحریکیں چلائیں۔ ملک گیر احتجاج کئے۔ اکابرین نے پابند سلاسل ہونا قبول کیا، مگر قادیانیت کے تابوت میں کیلیں ٹھونک دیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجاہدین ختم نبوت نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت قادیانیوں کی اپنی احمقانہ حرکتوں کی وجہ سے شروع ہوئی تو اتنا شدید ملک گیر احتجاج کیا گیا کہ وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو اسے قومی اسمبلی میں موضوع بحث بنانا پڑا، کئی ماہ کی مسلسل بحث اور ٹھوس دلائل کے بعد آخر کار ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا اعلان کردیا، یوں مسلمانوں کی برسوں کی محنت اور قربانی رنگ لائی، جس سے مسلمانان پاکستان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن اس وقت سے آج تک سامراج اور اقتدار کے پجاری اس قانون میں ترمیم کرنے کے خواب دیکھتے اور اس کو کمزور اور پھر ختم کرنے کی خفیہ سازشیں کرتے آئے ہیں۔ مگر عاشقان رسول اپنے اتحاد کے ذریعے ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تا قیامت اللہ رب العزت ہمیں سچے عاشق رسول ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے سامراج اور اس کے غلاموں کی سازشوں کو بے نقاب و ناکام بنانے کی قوت وہمت عطا فرمائے اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آخر میں امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے اس ارشاد پر ختم کرتا ہوں جو وہ اپنے شاگردوں سے تحفظ ختم نبوت کی بیعت لیتے ہوئے فرماتے تھے: "جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت سے وابستہ ہونا چاہتا ہے وہ قادیانی درندوں سے ناموس رسالت کو بچائے۔" اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین۔ ☆☆☆

قادیانیت کی بیخ کنی!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ اور ماہنامہ بینات کے مدیر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو ۱۸ رمئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات شہید کیا گیا۔ آپ کی علمی و دینی اور اصلاحی خدمات کو اجاگر کرنے کے پیش نظر ماہنامہ بینات کراچی کی انتظامیہ نے ''شہید نمبر'' کے نام سے ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس اشاعت خاص میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بھی ''قادیانیت کی بیخ کنی'' کے عنوان سے ایک خصوصی مقالہ تحریر کیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اب اسے ہفت روزہ کی زینت بنایا جارہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتدا سیدنا آدم علیہ السلام سے کی اور اس کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر، اس عقیدہ کو ختم نبوت کا عقیدہ کہا جاتا ہے، خیر القرون سے لے کر اس دور تک ہر زمانہ میں مسلمان اس عقیدہ کی دل و جان سے حفاظت کرتے چلے آئے ہیں۔

ہندوستان میں انگریز کے کہنے پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدہ پر شب خون مارا، چنانچہ تاریخ کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اکابرین امت نے اس مسئلہ کے تحفظ اور قادیانیت کے ابطال کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کی ایک سنہری تاریخ رقم کی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی الف سے مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی یا تک ''تحفظ ختم نبوت'' کی ایک ایمان پرور، جہاد آفرین، حقائق افروز، اور قابل قدر و فخر تاریخ ہے۔ اس دور میں ہمارے مخدوم و مرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اس تاریخ اور روایات کے امین اور اس قافلہ کے کامیاب فاتح جرنیل تھے۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۵ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو ایک مستقل ادارے کے کرنے کا تھا۔

اس جماعت کی تشکیل کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۴۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دوسرے حضرات نے مل کر ایک غیر سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جو سیاست سے ہٹ کر صرف اور صرف دینی نقطۂ نظر سے قادیانیت سے برسرپیکار اور اس جماعت کا نام ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' رکھا گیا۔

۱۹۵۳ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف عظیم الشان تحریک چلی، اس تحریک سے فراغت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کا ۱۹۵۴ء میں باضابطہ انتخاب ہوا اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس کے پہلے امیر مقرر ہوئے، ان کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ یکے بعد دیگرے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے۔ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے وصال کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے مقتدر شخصیات نے گزارش کی، ان دنوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مدرس تھے اور دس دن ماہنامہ ''بینات'' کراچی کے لئے دیا کرتے تھے۔ مولانا لدھیانوی شہیدؒ سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے تھے کہ آپ مستقل کراچی آجائیں۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ اس کے لئے آمادہ نہ تھے، اب مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بھی حضرت بنوریؒ سے استدعا کی تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ اگر میں مجلس کی امارت قبول کرلوں تو آپ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان آجائیں گے؟ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے عرض کیا: بسر و چشم!

۹ راپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت بنوریؒ نے مجلس کی امارت قبول کی، ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (سابق ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر سانحہ پیش آیا، قادیانیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلی جس کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، جب مبارکباد کے لئے حضرت لدھیانویؒ اپنے مرشد و مربی حضرت

بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا: وعدہ یاد ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ یاد ہے، چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان تشریف لے آئے۔

آپ کا مجلس تحفظ ختم نبوت میں آنا گویا رحمت باری کا خصوصی فضل ہوا۔ آپ نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے کام کو جدید خطوط پر استوار کیا، بلاشبہ یہ آپ کا تجدیدی کارنامہ تھا، اس پر جتنا آپ کو خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے، آپ کے اس تجدیدی کارنامہ کی مختصر روئیداد یہ ہے:

قادیانیوں کو دعوت اسلام:

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے بعد اب امت کا فرض بنتا تھا کہ قادیانیوں کو دعوت اسلام دی جائے۔ ختم نبوت کی حقانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل نظریات کو ان پر آشکارا کیا جائے، آپ نے اس عنوان پر امت میں سب سے پہلے کام کیا، متعدد مضامین ورسائل لکھ کر امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ الفضل اور دیگر قادیانی جرائد سے قادیانیوں کے پتہ جات تلاش کر کے ہزاروں قادیانیوں کو ان کے گھروں کے پتوں پر ڈاک سے لٹریچر ارسال کیا گیا اور اس موضوع پر نہایت خوبصورت رسالہ ''قادیانیوں کو دعوت اسلام'' کے عنوان سے لکھ کر قادیانیوں کے گھر گھر بھیجا گیا۔

مبلغین اور کارکنان ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیوں کو دستی لٹریچر پہنچایا گیا، پورے ملک میں اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے آپ کی یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور یوں آپ کی کوشش سے امت مسلمہ نے ایک فرض وقرض کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔

شعبہ نشر واشاعت:

آپ نے مجلس کے شعبہ نشر واشاعت کے تحت بیسیوں رسائل وکتب بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں شائع کردیئے۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا ایک ملفوظ ہے کہ..... رد قادیانیت پر اتنا لکھا اور شائع کیا جائے کہ ایک مسلمان سو کر اٹھے تو اس کے سرہانے ختم نبوت کا لٹریچر موجود ہو..... حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کہ مولانا محمد علی مونگیریؒ کی اس تڑپ نے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شکل اختیار کی اور یوں آپ کے ذریعہ رد قادیانیت پر اتنا تحریری کام ہوا جتنا گزشتہ پچاس برس میں نہیں ہوا تھا۔ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا اجرا، لٹریچر کی کثرت، کتب ورسائل کی اشاعت، اشتہارات وپمفلٹوں کی تقسیم وترسیل نے ایک مستقل اشاعتی ادارے کے کام کی شکل اختیار کی۔ یہ سب حضرت مرحوم کی کوششوں کا نتیجہ اور مساعی جمیلہ کا ثمر ہے جو اس دور میں آپ کے ہاتھوں امت کو اللہ رب العزت نے نصیب کیا۔

آپ نے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی رہنمائی میں قادیانیت کا ڈیڑھ دو سال میں بھرپور مطالعہ کیا، انہیں دنوں آپ نے مختلف رسائل ترتیب دیئے، جن میں قادیانیوں کو دعوت اسلام، ربوہ سے تل ابیب تک، مراقی نبی، مرزائی اور تعمیر مسجد، مرزا کا اقرار، قادیانیت علامہ اقبالؒ کی نظر میں، شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ملتان دفتر میں قیام کے دوران شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی آخری تصنیف ''خاتم النبیین'' کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا جو ایک یادگار اور تاریخی کام ہے، جس کی افادیت اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔

اسی زمانہ میں قادیانیوں سے ستر سوالات، ''اشد العذاب علی مسیلمة الفنجاب'' مجموعہ رسائل مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، رئیس قادیان مصنفہ مولانا محمد رفیق دلاوریؒ، اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ، مصنفہ مولانا نور محمدؒ اور ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' مصنفہ مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے آپ نے شائع کرائیں۔

غرض آپ کو جب سے حضرت بنوریؒ نے شعبہ نشر واشاعت کا سربراہ مقرر کیا، آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اُسے چار چاند لگا دیئے، اس دوران تحفظ ختم نبوت اور دار العلوم دیوبند کے عنوان پر آپ نے گرانقدر تحقیقی مقالہ تحریر کیا، جس کی ضخامت ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہے۔

مقدمات کی پیروی:

۱۹۷۴ء کی تحریک کے بعد جہاں کہیں قادیانیوں نے قانون کی خلاف ورزی کی اور ان کے خلاف کیس دائر ہوا، وکلا کی تیاری اور رہنمائی کے لئے قدرت نے آپ سے کام لیا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جامعیت نصیب فرمائی تھی کہ بیک وقت ایک متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ قادیانیت کے لٹریچر پر پوری گرفت رکھتے تھے۔ آپ نے سرگودھا، بہاولپور وغیرہ عدالتوں میں اس طرح خدمات سرانجام دیں کہ قادیانیت بلبلا اٹھی، اس دوران اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت قادیانیوں کے خلاف منظم ہوئی، اس میں آپ نے بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔

۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا۔ قادیانیوں نے اس کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں کیس دائر کر دیا تو اس کی پیروی کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنے گرامی قدر رفقاء حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے ہمراہ لاہور جاکر ڈیرہ لگالیا۔ دفتر ختم نبوت دہلی دروازہ لاہور مقدمہ کی پیروی کے لئے وقف ہوگیا، رد قادیانیت اور

قادیانیت کا تمام لٹریچر ملتان دفتر ختم نبوت سے لاہور منتقل کیا گیا، مگر مشکل یہ پیش آئی کہ تفاسیر واحادیث کی قدیم وجدید کتب کے بغیر اس مقدمہ کی پیروی ممکن نہ تھی، اللہ تعالیٰ بہت جزائے خیر دے جامعہ اشرفیہ کے ارباب کو کہ انہوں نے اپنی جامعہ کی لائبریری کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت مرحوم اپنے رفقاء سمیت وہاں منتقل ہوگئے، وکلا کے حوالہ جات کی فراہمی کے لئے فوٹو اسٹیٹ مشین منگوائی گئی۔

دن بھر عدالت میں مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لیتے شام کو رات گئے تک حوالہ جات اور دلائل کی ترتیب وتخریج کا کام کرتے، آپ کی جامع شخصیت اور خداداد شہرت کو دیکھ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وکلا کے علاوہ سرکاری وکلا بھی آپ کے پاس آئے، آپ ان کے ہر اشکال کا اس طرح جواب دیتے کہ وہ عش عش کر اٹھتے، یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ تمام تر وکلا کی تیاری اور پورے کیس کی پیروی آپ کی محنت کی مرہون منت ہے۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا، قادیانیت شکست کھا گئی اور آپ کی اخلاص بھری کاوشوں کو قدرت نے قبولیت سے نواز کر متفقہ طور پر پانچ جسٹس صاحبان نے امت محمدیہ کے حق میں اور قادیانیت کے خلاف فیصلہ دیا۔

قادیانیوں نے اس کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ میں اپیل دائر کی، وہاں سے بھی قادیانیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، اس دوران افریقہ کے قادیانیوں (لاہوری گروپ) نے جنوبی افریقہ جوہانسبرگ کی عدالت میں کیس دائر کر دیا کہ ہمیں مسلمان سمجھا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے۔ رابطہ عالم اسلامی، پاکستان حکومت نے اپنے وکلاء وعلماء بھیجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد بھی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی قیادت باسعادت میں وہاں پہنچا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ جان جوکھوں میں ڈال کر دن رات ایک کرکے، اپنے آرام کو تج کرکے تمام وکلاء کی تیاری کا کام جتنا اللہ رب العزت نے آپ سے لیا وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے، بڑے بڑے جغادری مجتہدوں کی جاں گسل محنت سے اکتا کر ادھر ادھر ہوگئے لیکن آپ مسلسل اس کام کو تندہی سے کرتے رہے، دوبارہ آپ کو جانا پڑا، مہینوں مسلسل سماعت ہوئی، لیکن یہ ہائی کورٹ سے سپریم کورٹ تک آپ کی محنت کام آئی اور قادیانی جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ سے بھی اپنے کفر وزندقہ پر مہر لگا کر واپس آگئے۔

اسی طرح پاکستان کے چاروں ہائی کورٹوں میں قادیانیوں نے کیس دائر کئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مارے مارے ان کورٹوں میں پھرتے رہے، صبر آزما مراحل سے گزرے، مقدمات کی ایسی احسن انداز میں پیروی کی اور ایسے مستقل و جاندار بنیاد پر قادیانیت کے کفر کو آشکارا کیا کہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بہاولپور عدالت میں بیان کی یاد تازہ ہوگئی۔

قدرت نے آپ سے وہ کام لیا کہ اس پر قادیانیت کے چھکے چھوٹ گئے، ان تمام کیسوں کی اپیل سپریم کورٹ میں گئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ رفقا کی ٹیم لے کر سپریم کورٹ پہنچ گئے، آپ کے جانے سے راولپنڈی سپریم کورٹ علماء کرام کے اجتماع کا منظر پیش کرنے لگا، آپ نے وہاں بھی تمام وکلا کو تیاری کرائی اور پھر راجہ حق نواز ایڈوکیٹ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سپریم کورٹ میں نمائندگی کر رہے تھے، ان سے عدالت نے کہا کہ آپ اپنا بیان تحریری طور پر عدالت میں داخل کریں، شرعی نقطہ نظر سے وضاحت کریں کہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس میں قادیانیوں پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں وہ درست ہیں، راجہ صاحب نے اپنے موکل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی طرف دیکھا انہوں نے حامی بھری، کراچی تشریف لائے، مختصر مدت میں ''عدالت عظمیٰ کی خدمت میں'' نامی مقالہ تحریر کیا، جو دلائل وبراہین کا ایسا خزینہ ہے کہ اسے پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نہیں بلکہ عالمی عدالت میں کوئی بین الاقوامی ماہر قانون خطاب کر رہا ہے اور اس کے دلائل کے سامنے فریق مخالف ندامت سے سر جھکائے کھڑا ہے اور عدالت ان کے دلائل کے وزن سے بچھی چلی جارہی ہے۔

ان فیصلہ کرنے والے پانچ سپریم کورٹ کے جج صاحبان میں سے ایک جج نے ریٹائرمنٹ کے بعد فرمایا کہ مولانا کے اس بیان نے ہماری اتنی رہنمائی کی کہ میں حیران رہ گیا کہ جو بات وکلا اس زور سے نہ سمجھا سکے، وہ ایک بوریہ نشین نے کس دلکش انداز میں باور کرادی؟ حق تعالیٰ کا کرم ہوا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی گرفت سے قادیانیت یہاں بھی جان نہ چھڑا سکی بلکہ سپریم کورٹ سے بھی ان کو اپنے کفر پر مہر لگوانی پڑی۔ قادیانیوں نے سپریم کورٹ سے نظر ثانی کی استدعا کی۔ مولانا اس کی پیروی کے لئے پہنچے لیکن اللہ کی شان قدرت کے قربان جائیں کہ کفر ہار کر دم توڑ گیا۔ مولانا کامیاب وکامران ہوئے۔ چنانچہ قادیانی سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی اپنی درخواست کی پیروی کا حوصلہ نہ کر پائے اور ان کی یہ درخواست بھی قادیانیوں کے اسلام سے خارج ہونے کی طرح سپریم کورٹ سے خارج ہوگئی، یوں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سول عدالتوں سے لے کر سپریم کورٹ تک اور پاکستان سے جنوبی افریقہ تک کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوئے۔

بیرون ملک قادیانیت کا تعاقب:

حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب نے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی سوانح حیات لکھنے کے لئے آپ سے استدعا کی، آپ نے فرمایا کہ مولانا منظور احمد الحسینی، محترم عبدالرحمن یعقوب باوا بھی میرے ساتھ ہوں گے، آپ ان کے ویزے کا بھی انتظام فرمائیں۔ دارالعلوم ہول کمپ بری انگلینڈ میں آپ مہینہ بھر حضرت شیخ الحدیثؒ کی سوانح مرتب کرتے رہے اور آپ کے دونوں خدام برطانیہ بھر میں تبلیغ کرتے رہے، اس دوران آپ کو بھی بعض اجتماعات میں جانا پڑا۔ قادیانیوں سے یہاں ایک مناظرہ بھی ہوا، یوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے بعد تیسری آواز آپ کی تھی جو برطانیہ میں ختم نبوت کی رعد بن کر گونجی اور قادیانیوں کے لئے بجلی کی کڑک کا کام کر گئی۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد مرزا طاہر برطانیہ گیا، آپ اس کے تعاقب میں برطانیہ تشریف لے گئے۔ ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل پڑی اور آج تک تسلسل کے ساتھ برطانیہ میں منعقد ہورہی ہے۔ آپ نے وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کے لئے سوچ بچار کیا۔ حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے اجازت ودعا لے کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ کے شانہ بشانہ آپ نے متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور اس مقصد کے لئے دبئی میں ایک ماہ کے لگ بھگ قیام کیا۔ پاکستان افریقہ میں اہل خیر کو متوجہ کیا اور یوں ختم نبوت کا دفتر لندن میں قائم ہوگیا جو آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔

کراچی دفتر ختم نبوت:

کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی، نگرانی اور رہنمائی آپ نے کی، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ کے بعد آپ مجلس کے نائب امیر بنے، آپ نے کراچی دفتر ختم نبوت و جامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر کا کام اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرایا، آپ کے رفقا آپ کے متعین کردہ خطوط پر محنت کرتے رہے، یوں آپ کی شخصیت کی جامعیت سے اسلامیان کراچی نے لاکھوں کے صرفہ سے یہ عظیم الشان مسجد و دفتر بنایا، کچھ عرصہ بعد آپ کراچی دفتر ختم نبوت میں بیٹھنے لگے تو اس سے دفتر کی رونق بڑھی اور پورے کراچی میں اسے مرکزیت نصیب ہوگئی، یہ سب کام آپ کی ذات گرامی سے قدرت نے لئے۔

رجال کار کی تیاری:

آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک نئی روح پھونکی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دارالمبلغین ختم نبوت ملتان اور ردقادیانیت کورس چناب نگر سے فارغ ہونے والے ہزاروں علماء کرام آپ کے شاگرد ہیں، بلاشبہ اس وقت پاکستان اور بیرونی دنیا میں ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والی تمام ٹیم بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ کی شاگرد ہے، ان میں ایک ایک فرد ہزاروں قادیانیوں پر بھاری ہے، اکیلے مولانا منظور احمد الحسینی کو دیکھئے جن کی تمام تر تیاری آپ کی نظر کرم کی مرہون منت ہے، اس وقت پورے یورپ میں سرگرم عمل ہیں، ان کے وجود سے قادیانیت خائف ہے، یہ سب مولانا مرحوم کی باقیات الصالحات ہیں، مولانا مرحوم ردّ قادیانیت کے عنوان پر اتنی بڑی جماعت تیار کر گئے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ نصف صدی تک قادیانیت کے تعاقب کے لئے کافی ہیں، اس وقت انٹرنیٹ پر تمام تر انگریزی مواد آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔

آپ نے قادیانی عقائد اور نظریات کے خدوخال واضح کرنے کے لئے ''تحفۂ قادیانیت'' کے نام پر تین ضخیم جلدوں میں کتاب تحریر فرمائی اس کی چوتھی جلد زیر ترتیب ہے، آپ کی گراں قدر کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' کے کئی ابواب کا انگلش، عربی، سندھی، پشتو اور دیگر کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ان میں سے کئی ابواب انٹرنیٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

غرض آپ کی ذات گرامی سے قدرت حق نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وہ کام لیا جس کی اس وقت پوری دنیا میں نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ آپ تحریر وتقریر کے دھنی تھے اور اس وقت قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی ٹیم میں آپ کی ذات گرامی کو اتھارٹی کا درجہ حاصل تھا۔

متعلقین جانتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ایک مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ اور ممتاز دینی رہنما ہیں، آپ کی قیادت وسیادت پر اس وقت اہل علم متفق و متحد ہیں، آپ بیان نہیں فرماتے، برطانیہ میں ایک موقع پر کسی نے عرض کیا، راقم الحروف بھی اس موقع پر موجود تھا کہ حضرت آپ تقریر نہیں فرماتے؟ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ میری زبان مولانا محمد یوسف لدھیانوی ہیں، جس نے مجھے سننا ہے وہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تحریر وتقریر سنے اور پڑھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۴ء کے اواخر سے لے کر تادم واپسیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت وسیادت فرماتے رہے، اس دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو ترقی کی وہ آپ کی گرانقدر خدمت کے اظہار کا ایک روشن باب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شہیدؒ کو اعلیٰ مراتب سے نوازیں اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔

بلاشبہ اس لحاظ پر آپ سے قدرت حق نے وہ کام لیا جس پر آپ کی ذات کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

☆☆..............

عُشر ادا کرنے کے فضائل ومسائل!

مفتی ظہور احمد

(۱) "وَآتُوْا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ."

(الانعام:۱۴۱)

ترجمہ: "کھیتی کے کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔"

(۲) "یٰاَیُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ" (البقرة:۲۶۷)

ترجمہ: "اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی نیک کمائی سے اور اس میں جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا۔"

اس آیت میں "وممّا اخرجنا لكم من الارض" سے عشر مراد لیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے عشر کا مفہوم نکلتا ہے، لیکن عشر کے بارے میں تفصیلی احکام احادیث میں موجود ہیں، ان کے مطابق بارش، قدرتی نہروں، چشموں وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینوں کی پیداوار میں سے دسواں حصہ ادا کیا جاتا ہے، کنویں اور نہریں (جن کے پانی کی قیمت ادا کی جاتی ہے) وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینوں کی پیداوار میں بیسواں حصہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

"عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فیما سقت الماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر۔" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۲۰۱)

ترجمہ: "جس زمین کو بارش یا چشموں کا پانی سیراب کرے یا خود بخود بارش کے پانی سے سیراب ہو اس میں عشر ہے (یعنی دسواں حصہ) اور جس زمین کو کنویں کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے (یعنی بیسواں حصہ)۔"

عشر نہ دینے پر وعید:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اپنے مال میں عشر وزکوٰۃ ادا نہیں کرتے، فرمایا:

"جو لوگ اپنے پاس سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر دیجئے۔ یہ دردناک عذاب اس دن ہوگا جس دن اس سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اس آدمی کی پیشانی، اس کے پہلو اور اس کی پشت کو داغا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: "هٰذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون" (التوبہ:۳۵)... یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج تم خزانے کا مزہ چکھو جو تم اپنے لئے جمع کر رہے تھے... اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس انجام سے محفوظ رکھے۔

عشر وزکوٰۃ دینے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا:

"اللّٰهم اعط منفقا خلفا واعط ممسكا تلفا" (بخاری)... اے اللہ! جو آدمی آپ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے، اس کو اور زیادہ عطا فرما اور اے اللہ جو اپنے مال کو روک کر رکھ رہا ہے اور عشر وزکوٰۃ ادا نہیں کر رہا تو اس کے مال پر ہلاکت ڈال دے۔

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے: "ما نقصت صدقة من مال" کوئی صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ چنانچہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ ادھر کسی مسلمان نے عشر وزکوٰۃ ادا کیا دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس کی آمدنی کے دوسرے ذرائع پیدا کر دیئے اور اس کے ذریعے اس کے پاس زیادہ رقم آگئی۔

بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ عشر وزکوٰۃ دینے سے اگرچہ گنتی کے اعتبار سے رقم کم ہو جاتی ہے لیکن بقیہ مال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی برکت ہوتی ہے کہ اس برکت کے نتیجہ میں تھوڑے سے مال سے زیادہ فوائد حاصل ہو جاتے ہیں۔ نیز ایک حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب مال میں عشر وزکوٰۃ کی رقم شامل ہو جائے یعنی پوری زکوٰۃ یا عشر ادا نہیں کیا بلکہ کچھ ادا کی اور کچھ باقی رہ گیا تو وہ مال انسان کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سبب ہے، اس لئے اس بات کا خوب اہتمام کیا جائے کہ ایک ایک پائی کا صحیح حساب کر کے عشر وزکوٰۃ ادا کیا جائے، اس کے بغیر یہ فریضہ ادا نہیں ہوتا۔ الحمد للہ! مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو عشر وزکوٰۃ ضرور نکالتی ہے لیکن اس بات کا اہتمام نہیں کرتی کہ صحیح حساب کر کے عشر وزکوٰۃ کو ادا کرے، پھر جب عشر و

زکوٰۃ کی رقم ان کے مال میں شامل رہتی ہے تو نتیجتاً ہلاکت اور بربادی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

عُشر واجب ہونے کی شرائط ومسائل:

۱:... مسلمان ہو، عُشری زمین ہو، زمین سے پیداوار حاصل ہو، ایسی پیداوار جو بوکر حاصل ہو، خودرو گھاس یا درخت پر عُشر واجب نہیں۔

۲:... عُشری زمین میں جو کچھ پیداوار ہو اور نفع کی غرض سے بوئی گئی ہو ان سب پر عُشر واجب ہے مثلاً گندم، جو، باجرہ، دھان، سبزیاں پھل وغیرہ۔

۳:... عُشر تمام پیداوار سے نکالا جائے گا اور پیداوار کے اخراجات مثلاً بونے، کاٹنے، حفاظت کرنے، ٹریکٹر، مزدوروں، اسپرے، کیمیائی کھاد، ہل چلانے وغیرہ کے عُشر سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۴:... اگر کل پیداوار ہلاک ہوجائے تو عُشر ساقط ہوجائے گا، اگر کچھ ہلاک ہوگیا تو ضائع شدہ کا عُشر ساقط ہوجائے گا، باقی پیداوار کا عُشر دینا واجب ہوگا۔

۵:... اگر بارانی زمین ہو تو کُل پیداوار کا دسواں ادا کیا جائے گا، اگر نہری زمین ہے یا ٹیوب ویل سے سیراب کی جاتی ہے تو بیسواں حصہ یعنی سو من میں سے پانچ من عُشر ادا کرنا واجب ہے۔

۶:... عُشر واجب ہونے کے لئے زمین کا خود مالک ہونا شرط نہیں ہے، اگر کسی نے عاریت یا ٹھیکے پر زمین لی اور اس میں زراعت کی تو پیداوار کا عُشر زراعت کرنے والے کے ذمہ ہوگا، مالک کے ذمہ نہیں۔

۷:... عُشر واجب ہونے کے لئے سال گزرنا بھی شرط نہیں، سال میں جتنی بھی پیداوار ہوگی اتنی دفعہ ہی عُشر ادا کرنا واجب ہوگا۔

۸:... اگر آدمی مقروض ہے تو بھی عُشر ادا کرنا واجب ہوگا، قرض کی رقم کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ کُل پیداوار سے عُشر ادا کیا جائے گا۔

۹:... عُشر میں پیداوار کی بجائے قیمت دینا جائز ہے۔

۱۰:... زمین کا عُشر نہ نکالنے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

۱۱:... اگر کسی نے عُشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار کا کچھ حصہ استعمال کیا یا کسی کو دے دیا تو اس کے عُشر کا ضامن ہوگا۔

۱۲:... ایک بار پیداوار سے عُشر ادا کرنے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا اس پر دوبارہ عُشر، زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ عُشر ادا کرنے کے بعد پیداوار کو فروخت کردیا تو اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گزر جائے یا اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال ہوگا اس وقت اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

۱۳:... جب پھل وغیرہ پک جائیں اس وقت کے حساب سے عُشر واجب ہے۔

۱۴:... عُشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے شہد نکالا تو اس میں بھی صدقہ واجب ہے۔

۱۵:... کسی نے اپنے گھر کے اندر درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری قسم سے یا کچھ اور بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں عُشر واجب نہیں۔

۱۶:... اگر کسی نے چارہ بویا تو اس میں بھی عُشر واجب ہے، چارے کی ہرلو کا الگ عُشر دینا ہوگا۔

۱۷:... باغات کے پھل میں بھی عُشر واجب ہے۔

☆☆............☆☆

آپ اخلاص اور ایثار کے جوہر شناس ہیں

.... مولانا ابوالکلام آزادؒ

’’میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر آپ کو اس جماعت کی ایک ممتاز خصوصیت کی طرف توجہ دلاؤں، ہندوستان میں سرکاری تعلیم نے جو نقصانات ہمارے قومی خصائل واعمال کو پہنچائے ہیں، ان میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ تحصیل علم کا مقصد اعلیٰ ہماری نظروں سے محجوب ہوگیا ہے، علم خدا کی ایک پاک امانت ہے اور اس کو صرف اس لئے ڈھونڈھنا چاہئے کہ وہ علم ہے لیکن سرکاری یونیورسٹیوں نے ہم کو ایک دوسری راہ بتلائی ہے، وہ علم کا اس لئے شوق دلاتی ہیں کہ بلا اس کے سرکاری نوکری نہیں مل سکتی، پس اب ہندوستان میں علم کو علم کے لئے نہیں بلکہ معیشت کے لئے حاصل کیا جاتا ہے، یہ بڑی بڑی تعلیمی عمارتیں جو انگریزی تعلیم کی نوآبادیاں ہیں، کس مخلوق سے بھری ہوئی ہیں؟ مشتاقان علم اور شیفتگان حقیقت سے؟ نہیں! ایک مٹھی گیہوں اور ایک پیالہ چاول کے پرستاروں سے، جن کو یقین دلایا گیا ہے کہ بلا حصول علم کے وہ اپنی غذا حاصل نہیں کرسکتے۔ لیکن میں آپ کے علم میں یہ حقیقت لانا چاہتا ہوں کہ علم کی اس عام توہین وتذلیل کی تاریکی میں بھی علم پرستی کی ایک روشنی برابر چمکتی رہی ہے، یہ ہندوستان کے طالبین علم کی وہ جماعتیں ہیں جو اسلام کے قدیم مذہبی علوم اور مذہبی زبان کے فنون مختلف عربی مدرسوں میں حاصل کررہی ہیں، آپ یقین کیجئے کہ بجا طور پر آج صرف یہی ایک جماعت علم کی سچی پرستار کہی جاسکتی ہے، ان لوگوں کو معلوم ہے کہ انگریزی تعلیم وسیلۂ رزق ہے، یہ جانتے ہیں کہ انگریزی تعلیم کی ڈگری لے کر بڑے بڑے عہدوں اور نوکریوں کے دروازوں میں قدم رکھ سکتے ہیں اور ایک کلرک سے لے کر لارڈ سنہا کی نوکری تک صرف انگریزی تعلیم ہی سے مل سکتی ہے، ان کو پوری طرح یقین ہے کہ عربی تعلیم کو آج کوئی نہیں پوچھتا حتیٰ کہ روٹی بھی اس کے ذریعہ نہیں مل سکتی، پھر بھی ان کے دلوں میں ایک مخفی مگر طاقتور جذبہ موجود ہے، جو انگریزی تعلیم کی طرف جانے نہیں دیتا اور اس کسمپرسی میں بھی عربی تعلیم ہی کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کردیتے ہیں۔ یہ جذبہ بجز علم پرستی اور رضائے الٰہی کے اور کوئی دنیاوی غرض نہیں رکھتا اور اس لئے ہندوستان بھر میں علم کو علم کے لئے اگر کوئی پڑھنے والی جماعت ہے تو وہ عربی مدارس ہی کی جماعت ہوسکتی ہے، علیگڑھ کے کسی طالب علم نے کالج نہیں چھوڑا، جب تک دو دو گھنٹے تک مجھ سے ردوکد کرکے اطمینان نہیں کروالیا کہ سرکاری تعلیم چھوڑنے کے بعد بھی وہ روپیہ کماسکیں گے حتیٰ کہ بعضوں نے مجھ سے اس کی ذمہ داری بھی طلب کی، لیکن میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ ان مدارس میں طلبا میں ایک بھی ایسا نہیں ہے، جس نے یہ سوال کیا ہو بلکہ جس وقت ان کو احکام شرع بتلادیئے گئے، فوراً اطاعت کا سر جھکادیا اور سب کچھ چھوڑ دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ جوہر شناس صرف جوہری ہی ہوسکتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ اخلاص اور ایثار کے جوہر شناس ہیں۔‘‘

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

چھٹی قسط

حافظ عبید اللہ

پہلی وجہ یہ کہ اس حکایت کی سند میں ایک صاحب ہیں ''احمد بن محمد بن المؤمل العدوی'' یہ مجہول الحال ہیں اور ہمیں اسماء الرجال کی کسی کتاب میں ان کے بارے نہیں ملا کہ یہ ثقہ تھے یا نہیں، خطیب بغدادیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے بارے میں نہ کوئی تعدیل ذکر کی اور نہ جرح (تاریخ بغداد، جلد 6، صفحہ 284، طبع دار الغرب الاسلامی)، حافظ ابن عساکرؒ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور وہاں بھی یہ بیان نہیں کیا کہ یہ صاحب ثقہ تھے یا نہیں (تاریخ دمشق المعروف بتاریخ ابن عساکر، جلد 5، صفحات 457 و 458، طبع دار الفکر بیروت)، لہذا یہ حکایت قابل اعتماد نہیں۔

دوسری وجہ یہ کہ اس حکایت کے اندر ''یونس بن عبدالاعلیٰ'' کا بیان ہے کہ جو اجنبی میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''تم محمد بن خالد جندی کو جانتے ہو؟'' تو میں نے کہا کہ ''نہیں میں نہیں جانتا'' (یاد رہے کہ لا مھدي الا عیسیٰ والی روایت کے ایک راوی خود یہی یونس بن عبدالاعلیٰ بھی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں محمد بن خالد جندی کو نہیں جانتا۔ ناقل)، پھر اس اجنبی نے مجھ سے کہا کہ ''وہ جند کے مؤذن ہیں اور ثقہ ہیں'' تو میں نے اس اجنبی سے پوچھا کہ ''کیا آپ یحییٰ بن معین ہیں؟'' اور اجنبی نے جواب دیا کہ ''ہاں میں یحییٰ بن معین ہوں'' یعنی اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یونس بن عبدالاعلیٰ اس سے پہلے یحییٰ بن معین کو نہیں جانتے تھے اور نہ انہیں کبھی دیکھا تھا بلکہ اس آنے والے اجنبی نے انہیں بتایا کہ ''میں یحییٰ بن معین ہوں'' لہذا اس حکایت کی بناء پر ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص واقعی امام یحییٰ بن معینؒ تھے یا کوئی اور، شاید یہی وجہ ہے کہ خود امام آبریؒ نے یہ حکایت ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ:

''ومحمد بن خالد الجَندی وان کان یُذکر عن یحییٰ بن معین ماذکرتُه فانه غیر معروف عند اهل الصناعة من اهل العلم والنقل'' اگرچہ محمد بن خالد جَندی کے بارے میں امام یحییٰ بن معینؒ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی جاتی ہے مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ یہ راوی علم و نقل والے اہل فن (علماء حدیث و اسماء الرجال) کے ہاں غیر معروف ہے۔ (تہذیب الکمال، ج:25، ص:149)

امام ابو سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانیؒ (وفات: 562ھ) نے بھی یحییٰ بن معینؒ کی اس بات کا ذکر یوں کیا ہے کہ ''قال یحییٰ بن معین امام اهل الجَنَد وهو ثقة'' یعنی یحییٰ بن معینؒ نے کہا ہے کہ محمد بن خالد اہل جند کا امام اور ثقہ ہے، لیکن امام سمعانیؒ نے اس کے بعد اپنا تبصرہ یوں فرمایا ہے کہ ''قلتُ وقد تکلموا فیه'' میں (یعنی امام سمعانی۔ ناقل) کہتا ہوں کہ اس راوی میں کلام کیا گیا ہے، نیز امام سمعانیؒ نے جو یحییٰ بن معینؒ سے اس کا ثقہ ہونا نقل کیا ہے اس پر کتاب کے محقق شیخ علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانیؒ نے لکھا ہے کہ ''لم یثبت هذا عن ابن معین'' یہ بات یحییٰ بن معینؒ سے ثابت ہی نہیں۔ (الانساب للسمعاني بتحقيق المعلمي، جلد 3، صفحہ 320، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

تو یہ ہے اس روایت کا حال جسے مرزا قادیانی نے حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلقہ احادیث میں سے ''سب سے زیادہ صحیح'' یا ''بہت صحیح'' لکھا ہے، جب کہ یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ ان دوسری صحیح اور (بعض کے نزدیک) متواتر احادیث کے بظاہر مخالف بھی ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، پھر اگر اس روایت کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو اس سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے صرف ''شرار'' یعنی بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی اور اُس وقت مہدی یعنی ہدایت یافتہ صرف حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہی ہوں گے کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان تو فوت ہوچکے ہوں گے، یہ بات اسی حدیث میں ''لا المهدي الا عیسیٰ بن مریم'' سے پہلے کے الفاظ ''لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس'' سے سمجھ آتی ہے، لہٰذا اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ چراغ بی بی کا بیٹا غلام احمد قادیانی مہدی ہے، ہمیں تو آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت قادیانیہ اس بات پر اتنا زور کیوں دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم

علیہا السلام اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ایک ہی شخصیت ہیں؟۔ ہمارا جماعت قادیانیہ کو مفت مشورہ ہے کہ انہیں پہلے اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے کے لئے صرف کرنا چاہیے کہ قرآن وحدیث میں کہاں غلام احمد بن چراغ بی بی کو عیسیٰ بن مریم کہا گیا ہے، پھر اس کے بعد یہ مرحلہ آئے گا کہ مہدی کون ہے۔

ایک قادیانی شبہ اور اس کا جواب

دوستو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارا موضوع سخن وہ ایک خاص شخصیت ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے "المہدی" کے لقب سے ذکر فرمایا ہے اور جن کی علامات میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ میری عترت اور میری بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، ان کا نام میرے نام جیسا اور والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا، وہ خلیفہ بھی ہوں گے اور زمین پر حکومت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد سب سے پہلی نماز انہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے، لیکن جماعت قادیانیہ کی عادت ہے کہ وہ عوام الناس کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے کچھ روایات پیش کرتے ہیں جہاں "مہدی" کا لفظ کسی خاص شخصیت کے لقب کے طور پر نہیں بلکہ اپنے لغوی معنوں یعنی "ہدایت یافتہ" کے لئے آیا ہے اور پھر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دیکھو انہیں "مہدی" کہا گیا ہے، مثال کے طور پر آج کل کے قادیانی مربی مسند احمد کے حوالے سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماماً مھدیاً وحکماً عدلاً، فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر وتوضع الجزیۃ، وتضع الحرب أوزارھا" نبی کریم ﷺ نے (اپنی امت سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہا السلام) سے ملے جو کہ ایک ہدایت یافتہ امام اور انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے، پس آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ رکھ دیا جائے گا (یعنی آپ جزیہ قبول نہیں فرمائیں گے بلکہ ہر کافر کو اسلام قبول کرنا ہوگا) اور (آخرکار) جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہوجائے گی۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 9323، جلد 15، صفحہ 187، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

اس حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "ہدایت یافتہ قائد" کہا گیا ہے جس کے لئے عربی میں "اماماً مھدیاً" کے لفظ بولے گئے ہیں، قادیانی ان الفاظ سے دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔

جواب

اس قادیانی شبہ کا مختصر جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "امام مہدی" کہا گیا ہے نہ کہ "مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی" کو، پھر یہ حدیث تمہارے کس کام کی؟، باقی رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے "امام مہدی" کا لفظ بولا گیا ہے تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ امام ہیں، نبی کریم ﷺ نے اور بھی بہت سے لوگوں کے بارے میں لغوی معنوں میں "مہدی" کا لفظ فرمایا ہے، چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

"اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیاً مھدیاً"

اے اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 3020)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

"اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً واھد بہ" اے اللہ انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے۔

(سنن ترمذی: حدیث نمبر 3842)

نبی کریم ﷺ نے خلفاء راشدین کے بارے میں فرمایا:

"فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء المھدیین الراشدین" تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑے رکھنا۔ (سنن ابی داود واللفظ لہ: حدیث نمبر 4607، سنن الترمذی: حدیث نمبر 2676)

آپ نے دیکھا کہ حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے لئے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ! انہیں مہدی بنادے"، نیز خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو بھی "مہدی" کہا گیا لیکن یہاں یہ لفظ صرف اپنے لغوی مفہوم یعنی "ہدایت یافتہ" کے لئے استعمال ہوا ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو امام مہدی کہا گیا ہے اُس سے مراد وہ خاص شخصیت نہیں جن کا لقب "المہدی" ہے بلکہ وہاں بھی لغوی معنیٰ میں ہی آیا ہے کیونکہ دوسری بہت سی احادیث میں اُن خاص "مہدی" کا تعارف بیان ہوا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ خاندان بنی ہاشم کے چشم وچراغ ہیں۔

(جاری ہے)

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ کی تشریف آوری!

مولانا غلام رسول دین پوری

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے خلف الرشید حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم ادارہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں تکمیل مشکوٰۃ شریف کے مبارک موقع پر ۱۸ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ بمطابق ۸ اپریل ۲۰۱۵ء بروز بدھ بوقت ساڑھے تین بجے دن بعد نماز ظہر تشریف لائے۔ حسن اتفاق کہیے یا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس عظیم ادارہ میں پہلی مرتبہ تکمیل مشکوٰۃ شریف اور پہلی ہی مرتبہ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے۔ یہ ہم سب کے لئے بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے۔ طے یہ ہوا تھا کہ پہلے شاہین ختم نبوت استاذ العلماء والمناظرین والمبلغین حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تفصیلی بیان اور پھر مشکوٰۃ کی آخری حدیث پاک کا درس ہوگا اور حضرت کاندھلوی دامت برکاتہم کی دعا ہوگی بالکل اسی ترتیب سے سب سے پہلے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک گھنٹہ سے زائد بیان فرمایا بیان میں تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) کے حالات زندگی پر مفصل روشنی ڈالی، سن ولادت وجائے ولادت اور تعلیم سے لے کر جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا تک کے جملہ احوال ذکر فرمائے، اور فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب مبارکہ حب دنیا سے یکسر خالی ہوتے ہیں ان میں اللہ کی محبت اور اللہ کی یاد بسائی جاتی ہے یہ عقیدہ اور مسئلہ کی بات ہے، اسی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام واحد پیغمبر ہیں جنہوں نے رفع

> حسن اتفاق کہیے یا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس عظیم ادارہ میں پہلی مرتبہ تکمیل مشکوٰۃ شریف اور پہلی ہی مرتبہ حضرت مولانا محمد طلحہ دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے یہ ہم سب کے لئے بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے

الی السماء سے قبل اس زمین پر رہتے ہوئے کوئی مکان وغیرہ نہیں بنایا، پھر فرمایا کہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ بھی پاکستان کے عظیم محدثین میں سے ایک تھے جو بہت ساری نسبتوں کے حامل منفرد خصوصیات وصفات کے مالک تھے انہوں نے بھی انبیاء علیہم السلام کی مماثلت اختیار کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کو تو پروان چڑھایا مگر اپنے لئے کوئی ذاتی مکان نہ بنایا اور نہ جائیداد بطور ورثہ چھوڑی، جب جامعہ اسلامیہ باب العلوم تشریف لائے تو اکیلے تھے جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ہزاروں شاگرد بطور علمی ورثہ چھوڑ گئے، بہر حال ان جیسا صاحب نسبت محدث مستقبل میں پیدا ہونے والا نظر نہیں آتا اور نہ اب ان کی پاکستان میں کوئی نظیر نظر آتی ہے۔

میرے بھائیو! ایک اور بات یاد رکھیں! اور وہ یہ کہ پاکستان کے چار وہ عظیم محدث گزرے ہیں جنہوں نے "دارالعلوم دیوبند" میں بھی تدریس کی اور پھر پاکستان بننے کے بعد یہاں آکر بھی مختلف دینی اداروں میں درس حدیث دیا۔ وہ محدث یہ ہیں۔

(۱) حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ، (۲) حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ، (۳) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ، (۴) حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ پھر ایک خواب سنایا کہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ نے اپنی وفات سے دو تین دن پہلے خواب دیکھا، خواب میں برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی زیارت ہوئی، حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ عبدالمجید! آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ کا شمار محدثین حضرات میں ہوگیا ہے۔ میرے بھائیو! اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالمجید

صاحب لدھیانویؒ کس پائے کے محدث تھے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ ادارہ جس میں اب درجہ حفظ کی چھ کلاسیں اور درس نظامی کی کتب کا دورانیہ مشکوٰۃ شریف تک پہنچا ہے۔ پہلے قادیانیوں کی نحوست ہوتی تھی کئی مرتبہ درس نظامی کا آغاز کیا مگر اس طرح کامیاب نہ ہوسکا جس طرح بحمداللہ! آج ہے۔ پہلے درجہ خامسہ تک درجات رکھے گئے پچھلے درجات مستحکم کرکے پھر درجہ مشکوٰۃ تک لے آئے۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ نے حکماً فرمایا کہ دورہ حدیث شریف بھی شروع کریں۔ آئندہ سال تو نہیں اس سے اگلے سال ان شاء اللہ العزیز دورہ حدیث شریف کی تعلیم بھی شروع کردی جائے گی، اوران شاء اللہ اگلے سال کلاس میں تعداد بھی مناسب ہوگی۔

(۳) تیسری بات جو میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ گیمبیا مغربی افریقہ کا مسلم اکثریتی ملک ہے ۲۲ جنوری ۲۰۱۵ء کو گیمبیا کے سرکاری ٹی وی پر ایک رپورٹ نشر ہوئی جو بعد میں مختلف ویب سائٹس پر بھی اپ لوڈ کی گئی اس رپورٹ کا خلاصہ میں آپ حضرات کے سامنے عرض کئے دیتا ہوں کہ ۱۹۵۰ء سے قادیانی گروہ نے گیمبیا میں الحادی و ارتدادی سرگرمیوں کا آغاز کیا، گیمبیا کے علماء کرام اور دینی قیادت نے قادیانیوں کے خلاف عظیم خدمات سرانجام دیں اور عوام وخواص پر واضح کیا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اوران کا اسلام یا مسلم امت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ غیر مسلم گروہ ہے ان علماء کرام میں سابق امام رتیب بنجول کے امام محمد لامین با، گنجور کے شیخ خطاب بوجانگ، سماعو کے شیخ کار الانگ کیتھ، کیانگ کے شیخ محمد لامین فیدرا، گنجور کے شیخ عمر بن جنگ اور تلنڈنگ کے شیخ جبرائیل مہدی کہابی شامل ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے) چنانچہ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ علماء کرام برابر اپنی تبلیغی کوششیں جاری رکھے رہے۔ گیمبیا میں مذہبی امور سے متعلق ملک کا سب سے بڑا ادارہ ''سپریم اسلامک کونسل'' میں قادیانیوں کا مسئلہ پیش ہوا جس میں حضرات علماء کرام نے اپنا موقف پیش کیا۔ گیمبیا کے مسلمانوں کے رہنما اور سرکاری طور اسٹیٹ ہاؤس کے امام حاجی عبدالعلی فاتے نے نومبر ۲۰۱۴ء میں یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ قادیانی مسلمانوں سے مختلف عقائد رکھتے ہیں لہٰذا انہیں غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی بطور مسلم تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے۔ جس پر قادیانیوں نے حاجی عبدالعلی کا مذاق اڑایا کہ ایک سیکولر ملک میں کسی کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی کے مذہب کا فیصلہ کرے یہ معاملہ سپریم اسلامک کونسل میں لے جایا گیا اور سپریم کونسل نے طویل بحث کے بعد جنوری ۲۰۱۵ء کے آخری ہفتے میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے قادیانی جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ اپنے فیصلے میں کونسل نے پاکستانی علماء کے ۱۹۵۳ء کے اتفاق رائے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک ۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمنٹ کے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے فیصلے سمیت سعودی حکومت اور جامعہ ازہر مصر کے فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے قادیانی گروہ کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ کونسل کا یہ فیصلہ سرکاری ٹی وی اور سرکاری اخبارات پر نشر اور شائع کیا گیا۔ پوری دنیا کے مسلمانوں نے گیمبیا کے اس خوش کن اور دانشمندانہ فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ گیمبیا کی مرکزی اسلامی کونسل نے جو کہ ملک میں دینی معاملات سے متعلق عمومی سرگرمیوں کا واحد ذمہ دار ادارہ ہے کہ وہ گیمبیا میں دین اسلام سے متعلق کسی بھی قسم کی غلط فہمی کو مستند حوالہ سے دور کرے۔ اس لئے کونسل، عوام الناس بالخصوص مسلم امت کے سامنے قادیانیت کے متعلق مسلم امت کا موقف پیش کرتی ہے دنیا بھر کے اسلامی علماء جن میں پاکستان کے علمائے کرام بھی شامل ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانی جماعت مسلمان نہیں۔

ابھی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کا بیان جاری ہی تھا (اور دوران بیان حضرت حاضرین مجلس کو تسلی بھی دیتے تھے کہ بس تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب تشریف لانے والے ہیں) اور حضرت مولانا عزیزالرحمان ثانی صاحب مدرسہ کے گیٹ پر حضرت کاندھلوی صاحب کی انتظار میں چشم براہ تھے کہ اتنے میں حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب تشریف لے آئے اور سیدھا مسجد ہی میں تشریف لائے، آتے ہی بغیر کسی سے مصافحہ کئے درجہ مشکوٰۃ کے طلبہ اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے، مجمع پر سناٹا طاری ہوگیا، مدرسہ مسجد میں ایک بہار اور رحمت خداوندی چھاگئی۔ مشکوٰۃ شریف کا آخری درس ہوا اور درجہ مشکوٰۃ کے طلبہ کو حضرت کے ہاتھوں سابق امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ کی تفسیر ''تبیان الفرقان'' کی چھ جلدوں کا ایک ایک سیٹ دیا گیا۔ اوراس تقریب سے قبل ہمارے اسی ادارے کے درس نظامی کے طلبہ کے مابین تقریری مقابلہ ہوا اس میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ کو انعام دیا گیا۔ پھر حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب نے دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے چاہت ابھی باقی ہی تھی کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم واپس تشریف لے گئے۔

وصل کا دن تھا اور اتنا مختصر
دن گنا کرتے تھے جس دن کے لئے

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم اور جملہ اکابرین کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر سلامت باکرامت رکھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس عظیم ادارہ کو تا قیامت آباد وشاد رکھے۔ آمین ثم آمین! ☆☆

علاماتِ قیامت

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

قیامت کس وقت آئے گی اور اس عالم دنیا کی کلی شکست وریخت کب ہوگی؟ خالق کائنات جل ذکرہ نے اس کے حتمی اور واقعی علم سے ملک مقرب و نبی مرسل کسی کو بھی واقف اور باخبر نہیں کیا، اسی بنا پر حدیث جبرئیل میں ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے جب نبی عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا: "فاخبرنی الساعة" "وفی روایة" "متی الساعة" مجھے اس کے قیام ووقوع کے بارے میں بتائیے، تو ان کے جواب میں فرمایا: "ما المسؤل عنها باعلم من السائل" جس سے قیام قیامت کے وقت کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے، اسے پوچھنے والے سے زیادہ اس کا علم نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ قیامت آنے کے متعین ومقرر وقت کے نہ جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں، کیونکہ یہ تو مفاتیح غیب میں سے ہے، جسے خدائے علیم وخبیر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، البتہ رب العالمین نے اپنے نبی آخرالزماں کو اس کی بہت ساری علامتوں اور نشانیوں سے آگاہ کردیا تھا، جنہیں اللہ کے رسول نے منشائے خداوندی کے مطابق دیگر وحی الٰہی کی طرح پورے جزم ویقین کے ساتھ امت تک پہنچادیا لہٰذا وہ واقعات واحوال جو مقدماتِ قیامت کے طور پر اپنے اپنے وقت پر عالم میں ظہور پذیر ہوں گے، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے وقوع سے پہلے ہی بیان فرمادیے ہیں تاکہ امت کا ہر طبقہ قیامت سے ڈرتا رہے اور اس کے آنے سے پہلے ہی سے اعمال صالحہ کے ذریعہ اس دن کے بے مثال ہولناکیوں اور ہلاکت خیزیوں سے بچاؤ کا سامان فراہم کرلے۔

نبی صادق و مصدوق کی بیان کردہ یہ پیشینگوئیاں بھی ازقبیل معجزات ودلائل نبوت میں سے ہیں اور دیگر معجزات نبوی کی طرح ان کا تعلق بھی ایمانیات ہی سے ہے، چونکہ علاماتِ قیامت سے متعلق اکثر احادیث خبرآحاد ہی کی زمرہ کی ہیں، اس لئے بعض فریب خوردۂ عقل یہ خیال کربیٹھے کہ اس صورت میں انہیں ایمانیات کی صف میں شمار نہیں کیا جاسکتا ہے، فریب عقل میں گرفتار یہ لوگ اگر لفظ "نبی" پر ادنیٰ طور ہی سے غور کرلیتے تو ان پر یہ حقیقت صبح روشن کی طرح عیاں ہوجاتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ یہ پیشینگوئیاں باب نبوت کا جزو لازمی ہیں، کیونکہ عربی زبان میں "النبی" کا مفہوم ہی یہ ہے کہ بارگاہ عالم الغیب والشہادۃ سے دستیاب خبروں کو دوسروں تک پہنچانے والا، تو ایمان بالنبوت سے اس کے جزو لازمی کو کیونکر جدا اور الگ کیا جاسکتا ہے؟ پھر اس مسئلہ میں یہ تاریخی حقیقت بھی ملحوظ رکھنی ضروری ہے کہ پورے عہد صحابہ میں اس بات کی ایک مثال بھی نہیں ملتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کی پیشگوئیوں اور آپ کے دیگر اقوال پر ایمان ویقین میں سرمو فرق کیا ہو، بلکہ صحیح وسچی بات یہی ہے کہ دربار رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے جو چیز بھی لائق اعتماد اور قابل بھروسہ طریقہ پر ہم تک پہنچ جائے امت پر اس کا قبول کرنا اور ماننا لازم ہے، خواہ اس کا تعلق باب عقائد سے ہو یا احکام ومسائل سے، رہا بعض پیشینگوئیاں میں اجمال وابہام کا معاملہ تو اصل بات یہ ہے کہ جن احادیث وپیشینگوئیوں میں ہمیں ابہام واجمال نظر آتا ہے وہ سب ان کے صحیح عہد اور سچے مصداق کے ظہور سے پہلے پہلے ہی نظر آتا ہے، جس وقت یہ پیشینگوئیاں مستقبل کے غیب اور پردے سے حال کی روشنی اور اجالے میں نمایاں ہوتی ہیں تو پھر یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے کہ زبان نبوت سے ان کی خبر دینے کے وقت جو الفاظ نکلے تھے وہ صحیح اور واقعی صورت کے بیان کرنے میں اس قدر واضح اور مطابق واقعہ تھے کہ ان سے زیادہ الفاظ کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی، بلکہ اس کے وقوع سے قبل از وقت زیادہ لفظی وضاحت سے مفہوم ومراد کے سمجھنے میں الجھاؤ ہوجانے کا اندیشہ تھا۔

آپ کی بیان کردہ قیامت کے ان نشانیوں کو محقق برزنجی نے اس موضوع پر اپنی وقیع ترین کتاب "الاشاعة لاشراط الساعة" کو درج ذیل میں تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱:...**علامات بعیدہ:** جن کا ظہور ایام گزشتہ میں ہوچکا ہے۔

۲:... جن کے وقوع کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

۳:... درمیانی علامتوں کے سلسلہ کی تکمیل کے بعد تیسری اور آخری علامتوں کا ظہور ہوگا۔

یہ عظیم ترین اور قریبی علامتیں ایک کے بعد دوسری یوں واقع اور ظاہر ہوں گی جیسے ہار کی لڑی کا دھاگا ٹوٹ جانے کے بعد اس کی موتیاں یکے بعد دیگرے سلسلہ وار گرتی ہیں، ان کے پورے ہوتے

ہی قیامت آجائے گی۔

ان عظیم علامتوں میں سب سے پہلے امام مہدی کا ظہور ہوگا، اس کے بعد علامتوں کے ظہور کی ترتیب امام بیہقی نے اپنے شیخ امام حاکم کے حوالہ سے یوں بیان کی ہے: (۱) خروج دجال، (۲) نزول عیسیٰ علیہ السلام، (۳) ورود یاجوج ماجوج، (۴) خروج دابہ، (۵) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ امام حاکم سے ایک روایت میں: ”طلوع شمس من مغربہا“ کے بعد خروج دابہ کو بیان کیا گیا ہے۔

ان ساری علامتوں میں ظہور مہدیؑ اور خروج دجال سے متعلق احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوجائے گی۔

ان روایات میں اجمال وتفصیل وغیرہ کا باہم اختلاف بھی ہے، چونکہ اس سلسلہ کی احادیث مختلف اوقات میں مختلف صحابہؓ سے روایت ہوئی ہیں اور ہر مجلس میں آپ نے اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرمائیں، اس لئے یہ اختلاف ناگزیر ہے، پھر یہ بات بھی یقینی نہیں ہے کہ ان تفصیلات کے براہ راست ہر سننے والوں کو ان سب کا علم ہو، بہت ممکن ہے کہ جس صحابی نے ایک مجلس میں یہ حدیث سنی اس کو دوسری مجلس میں بیان ہوئی روایت کے سننے کا موقع میسر نہ آیا ہو، جس کو اس دوسری مجلس میں موجود صحابی نے سنا ہے، اس صورت میں بھی دونوں راویوں کی بیان کردہ روایت میں کمی وزیادتی وغیرہ کا اختلاف لازمی ہے۔ اب بعد میں آنے والی امت کے سامنے چونکہ ہر دو بیانات موجود ہوتے ہیں، اس لئے اس کا یہ علمی فریضہ ہے کہ وہ ان میں تطبیق کی راہ نکالے، نہ کہ اس سلسلہ کی مستقیم الاسناد اور اصول محدثین و فقہاء کے مطابق مقبول معتبر احادیث کو ان جزوی اور لفظی اختلاف کی بنا پر ضعیف یا موضوع قرار دے دیا جائے۔ احادیث میں اس قسم کے اختلاف کی صورت میں علماء حق کا یہی عملی تسلسل ہے، اس راہ معروف کو چھوڑ کر اس سلسلہ میں کوئی نئی راہ پیدا کرنا اور محض اپنے علم وعقل پر بے جا اعتماد کرکے سلف و خلف کے پسندیدہ طریقہ کو پس انداز کردینا یہ ایک ایسی جسارت ہے جسے علمی ودینی حلقہ میں قبول نہیں کیا جاسکتا۔

آج کل بعض حلقوں سے ان احادیث کے سلسلہ میں اسی ناپسندیدہ جسارت کا اظہار ہورہا ہے، جسے عصر حاضر کے فتنوں میں سے ایک فتنہ ہی کہا جائے گا، اہل علم کی علمی ذمہ داری ہے کہ اس فتنہ کے سر اٹھانے سے پہلے اس کی سرکوبی کی فکر کریں۔

☆☆..............☆☆

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

احمد مرسل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کا پرچم عالم عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ مرسل شافع محشر ختم رسل سرتاج رسالت
آپ ہیں خاتم آپ ہیں خاتم صلی اللہ علیہ وسلم

(ارشد منیر)

روح رونقِ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رونق بزم ماہ انجم صلی اللہ علیہ وسلم
شافع امت صاحب قرآں، مرسل خاتم احمد ذی شاں
دولتِ آمنہ اشرف و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(افضل)

حسن مجسم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فیض مسلسل رحمت پیہم صلی اللہ علیہ وسلم
ختم رسل سردار خلائق اشرف عالم سب سے فائق
رشک مسیح و نازش آدم صلی اللہ علیہ وسلم

(مفتی جمیل احمد تھانویؒ)

احمد مرسل ختم رسولاں صلی اللہ علیہ وسلم
شافع محشر رحمت یزداں صلی اللہ علیہ وسلم
رہبر کامل، سرور عالم، نور حقیقت نیر اعظم
ہادیٔ برحق مشعل ایماں صلی اللہ علیہ وسلم

(احمد یعقوب حاکم)

نوع بشر کا محسن اعظم آنکھ ہمیشہ جس کی پرنم
جس کے فیض کا چشمۂ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم
ختم رسل ہے خطیب امم ہے برستا ہے ابر کرم ہے
صاحب حجت صاحب برہان صلی اللہ علیہ وسلم

(عبدالعزیز خالد)

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

نویں قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

جاوید احمد غامدی کی قرآن فہمی

جاوید احمد غامدی صاحب جس طرح مجتہد بن کر نیا دین متعارف کرا رہے ہیں، فقہاء امت اور مفسرین ملت کی جس طرح تغلیط وتردید کررہے ہیں، اس کی تھوڑی سی جھلک سابقہ اوراق میں ناظرین نے ملاحظہ فرمائی۔ اب غامدی صاحب نے قرآن کریم کی آیات کے تراجم اور مطالب میں جو غلطیاں کی ہیں، قارئین انہیں بھی ایک نظر دیکھ لیں اور غور سے پڑھ لیں۔ اور پھر فیصلہ کریں کہ آیا غامدی صاحب واقعی علامہ اور مجتہد ہیں یا علمی میدان میں بے علمی کا شکار ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے تراجم اور مطالب میں یہ غلطیاں ایسی ہیں کہ اگر غامدی صاحب نے دانستہ طور پر ان کا ارتکاب کیا ہے تو یہ سراسر تحریف قرآن اور موصوف محرف قرآن کہلائیں گے اور اگر غیر دانستہ اور غیر ارادی طور پر اس کا ارتکاب ہوا ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب غافل اور بے علم ہیں۔

میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جناب غامدی صاحب کا قلم اور قلم کی کاٹ، مقالہ نگاری اور تحقیق کی گہرائی بہت زیادہ ہے، مگر نہ معلوم یہ کس فتنہ کا شکار ہوگیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیش رو اور ان کے محبوب استاد امین احسن اصلاحی صاحب نے ان کو اسی طرح سبق پڑھایا ہے۔

امین احسن اصلاحی صاحب کی زکوٰۃ سے متعلق ایک کتاب ہے، جس کا نام ”مسئلہ تملیک“ ہے۔ اسی کے نقش قدم پر قدم بقدم غامدی صاحب کے قدم پڑتے ہیں، البتہ بعض مقامات پر غامدی صاحب کے قدم اپنے استاد امین احسن اصلاحی صاحب سے آگے بڑھ جاتے ہیں، تو لیجئے! قرآن عظیم کی آیات کے تراجم اور مطالب بتانے میں غامدی صاحب نے جو غلطیاں کی ہیں، ان پر غور فرمائیں۔ یہ حوالہ جات اور عبارات پروفیسر مولانا محمد رفیق صاحب کی کتاب ”غامدی مذہب کیا ہے؟“ صفحہ:۴۸، تاریخ اشاعت، ستمبر ۱۹۹۸ء سے لیے گئے ہیں، تبصرہ راقم الحروف کا ہے:

سورۃ اللھب: ” تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔“ کا ترجمہ غامدی صاحب نے یہ کیا ہے کہ: ”ابولہب کے بازو ٹوٹ گئے“۔ پھر اس کی غلط تفسیر میں کہتے ہیں یعنی اس کے اعوان وانصار ہلاک ہوگئے۔ (البیان:۲۶۰)

سورۃ اخلاص: سورۃ اخلاص میں ”قل ھو اللّٰہ احد“ کا ترجمہ کیا ہے: ”وہ اللہ سب سے الگ ہے۔“

سورۃ فیل: ”اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ ، اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ ، وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْـرًا اَبَابِيْلَ ، تَرْمِيْهِـمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ، فَجَعَلَهُـمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ۔“

سورۃ الفیل کی آیات میں بسم اللہ سے آخر تک غلطیوں سے بھرا ہوا ترجمہ ملاحظہ ہو:

”اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے،
جس کی شفقت ابدی ہے، تو نے دیکھا نہیں کہ
تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں سے کیا کیا؟
ان کی چال کیا اس نے اکارت نہیں کردی؟ اور
ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے مسلط نہیں کردیئے؟
(اس طرح کہ) تو پکی ہوئی مٹی کے پتھر انہیں مار
رہا تھا اور اس نے انہیں کھایا ہوا بھوسا بنادیا۔“

(البیان:۲۳۹)

تبصرہ: اس ترجمے میں سب سے پہلے ”اَلـرَّحِيْم“ کا ترجمہ علامہ صاحب نے یہ کیا ہے: ”جس کی رحمت ابدی ہے“۔ ”اَلرَّحِيْم“ کا یہ ترجمہ غلط ہے۔ اس کا ترجمہ ”نہایت رحم والا“ ہے جو عام تراجم میں بھی ہے۔

اس کے بعد سورۃ فیل کی آیت:۳ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: ”تو پکی ہوئی مٹی کے پتھر انہیں مار رہا تھا۔“

یہ ترجمہ بھی عجیب ہے۔ پتھر خود کس طرح مار رہا تھا؟ چونکہ غامدی کے ذہن میں ان آیات کی تفسیر کے حوالہ سے ایک غلط تصویر بیٹھی ہوئی ہے تو اسی تحریف کے پیش نظر یہ ترجمہ کیا ہے۔ اب سورۃ فیل کی آیات کی غامدی صاحب کی تفسیر وتحریف کو ذرا دیکھ لیں۔ پہلی آیت کی تفسیر وتحریف میں یوں لکھتا ہے: ”ابرہہ جب مکہ پر حملہ آور ہوا تو قریش کھلے میدان میں اس کے مقابلے کی طاقت نہ پاکر منیٰ کے پہاڑوں میں چلے گئے اور وہیں سے انہوں نے اس لشکر جرار پر سنگ باری کی، ان کی یہ مدافعت ظاہر ہے کہ انتہائی کمزور تھی، لیکن اللہ پروردگار عالم نے اپنی قوت قاہرہ اس میں شامل کردی اور اس کے نتیجے میں ہوا کے تند وتیز طوفان ”حاصب“ نے ابرہہ کی فوجوں کو اس طرح پامال کیا کہ وادی محصب میں پرندے دنوں تک ان کی نعشیں نوچتے رہے۔“ (البیان:۲۳۹)

تبصرہ: ابابیل کی سنگ باری سے انکار کرکے

قریش کی سنگ باری قرار دینا بڑی تحریف اور بڑی جہالت ہے۔ اس کے بعد سورۂ فیل کی تیسری آیت کی تفسیر وتشریح اور تحریف غامدی صاحب نے اس طرح کی ہے:

"یہ ابرہہ کی فوجوں کی بے بسی سے کنایہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ساف وحاصب کے طوفان سے انہیں اس طرح پامال کیا کہ کوئی ان کی لاشیں اٹھانے والا بھی نہ رہا، وہ میدان میں پڑی تھیں اور گوشت خور پرندے انہیں نوچنے اور کھانے کے لیے ان پر جھپٹ رہے تھے۔"

(البیان:۳۴۰)

تبصرہ: ابابیل کی سنگ باری سے انکار کرکے ساف اور حاصب کا من گھڑت، بے مقصد اور بے وجہ نہ آنے والا طوفان قرار دینا اور پھر ابابیل پرندوں کے ان کے گوشت نوچنے کی داستان گھڑنا اور ان کی لاشوں پر جھپٹنا ایک تحریفی آدمی کی تحریف کا شاخسانہ ہے، شاعر نے کہا:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پھر سورۂ فیل کی آیت: ۴ کی تفسیر وتحریف کرکے جناب غامدی صاحب فخر کرتے ہیں اور تمام مفسرین پر طنز کرکے لکھتے ہیں:

"اصل میں تَرْمِیْھِمْ ہے، یہ اس سے پچھلی آیت میں عَلَیْھِمْ کی ضمیر مجرور سے حال واقع ہے۔ ہوا کے تند وتیز تھپیڑوں کے ساتھ ابرہہ کے لشکر پر آسمان سے جو سنگ باری ہوئی، اس کے لیے اگر غور کیجیے تو یہ لفظ نہایت صحیح استعمال ہوا ہے، پرندوں کے پتھر پھینکنے کے لیے۔ جس طرح کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اُسے کسی طرح موزوں قرار نہیں دیا جاسکتا۔"

(البیان:۳۴۰)

تبصرہ: تعجب اس پر ہے کہ اس تفسیر وتحریف سے غامدی صاحب کا مقصد کیا ہے؟ کبھی یہ شخص کہتا ہے کہ آسمان سے ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری ہوئی، کبھی کہتا ہے کہ قریش نے پہاڑوں سے سنگ باری کی، کبھی کہتا ہے کہ ساف کے طوفان سے ان پر سنگ باری ہوئی، کبھی کہتا ہے کہ پکی ہوئی مٹی کے پتھر اُن کو مار رہے تھے۔ پھر تعجب بالائے تعجب یہ کہ انہیں خرافات کو اصل تفسیر قرار دے رہے ہیں اور تمام مفسرین کی تفاسیر کو غیر موزون کہتے ہیں۔ عجیب آدمی ہے، نہ اپنے وزن کو جانتا ہے اور نہ دوسروں کے وزن کو مانتا ہے، بس:

کس نمی داند کہ بھیا کون ہے
پاؤ ہے یا سیر ہے یا پون ہے

سورۂ فیل کی پانچویں آیت کی تفسیر وتحریف غامدی صاحب نے اس طرح کی ہے:

"آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمہاری مدافعت اگرچہ ایسی کمزور تھی کہ تم (قریش) پہاڑوں میں چھپے ہوئے انہیں کنکر پتھر مار رہے تھے، لیکن جب تم نے حوصلہ کیا اور جو کچھ تم کرسکتے تھے کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق تمہاری مدد کی اور ساف وحاصب کا طوفان بھیج کر اپنی ایسی شان دکھائی کہ انہیں کھایا ہوا بھوسا بنادیا۔"

(البیان:۳۴۱)

تبصرہ: اس شخص کی کم علمی پر میں کیا تبصرہ کروں؟! اپنے زعم میں تو وہ علامہ ہے، لیکن قرآن عظیم کی واضح تفسیر میں زورِ قلم سے اپنا جاہلانہ نظریہ بھی داخل کردیتا ہے۔ بعض لوگ اس کو لفاظی، مقالہ نگاری اور قلم کاری کی بازیگری کی وجہ سے بڑا محقق سمجھتے ہیں، لیکن علمی میدان میں اس کی علمی سطح اتنی گری ہوئی ہے جس کے نیچے گرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

سورۂ فیل میں غامدی کی کوشش یہ ہے کہ ابابیل کی سنگ باری کے ضمن میں جو معجزہ ظاہر ہوا ہے، اس کا انکار کرے، اس تک پہنچنے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بولتا اور لکھتا جارہا ہے۔ غور کا مقام ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ، فقہاء اور مفسرین ومحدثین فرمارہے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابابیل نے ایسی کنکریاں مار کر ہلاک کردیا۔ اس کے برعکس غامدی صاحب جو کچھ گوہر افشانی کررہے ہیں، وہ اوپر کی عبارت میں ناظرین نے دیکھ لیا۔ افسوس ہے ایسے بے علم شخص پر جس نے ساف اور حاصب جیسے الفاظ لاکر ایک فرضی طوفان بناکر قرآن کریم کی تفسیر کے ساتھ جوڑ دیا۔ یاد رکھیے! جو شخص امت محمدیہ کے اکابر اہل اللہ کی تحقیر کرتا ہے اور ان سے الگ راستہ اختیار کرتا ہے، اس کی اسی طرح شرمساری اور خواری ہوجاتی ہے جو غامدی صاحب کی ہورہی ہے، کسی اللہ والے نے سچ کہا ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یعنی "جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو اس کے خیالات کو نیک لوگوں پر طعن کی طرف مائل کردیتا ہے۔"

(جاری ہے)

توجہ فرمائیں

مرزائی/قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے آگاہ رہنے کے لئے انٹرنیشنل ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی کا مطالعہ فرمائیں اور ہفت روزہ میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں اور قیامت کے دن صاحب لولاکؐ کے سایۂ رحمت میں جگہ پائیں۔

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۲۸

مسعود ساحر

اٹارنی جنرل: ''گویا مسلمانوں کے تمام فرقے محض دعویٰ کرتے ہیں، حقیقت میں ایسے نہیں؟''

گواہ: ''جی یہ حوالہ ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''تو دعویٰ کرنے والوں سے کون مراد ہے؟''

گواہ: ''جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''وہ صرف مدعی اسلام ہیں، حقیقت میں مسلمان نہیں؟''

گواہ: ''جی بالکل۔''

اٹارنی جنرل: ''قادیانیوں کی تعداد کتنی ہے؟''

گواہ: ''معلوم نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کی اپنی پارٹی کی تعداد کیا ہے؟''

گواہ: ''معلوم نہیں۔''

اس موقع پر لاہوری پارٹی کے سیکرٹری مرزا مسعود نے کہا: ''مجھے اجازت ہو تو میں ارکان پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کرلوں؟''

چیئرمین: ''شکریہ تو اتنی بات سے بھی ہوگیا۔''

مرزا مسعود بیگ: ''جناب ایک منٹ۔''

چیئرمین کی اجازت ملنے پر

گواہ: ''میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑی فراخدلی اور تحمل سے ہماری باتوں کو سنا۔ ہم اسلام کے خادم ہیں، مرزا قادیانی قطعاً مدعی نبوت نہ تھا۔''

مفتی محمود: ''یہ شکریہ ہے یا ارکان کو کنونسنگ ہو رہی ہے؟''

چیئرمین: ''میں نے یہی کہا تھا۔''

پروفیسر غفور احمد: ''لکھ کر دے دیں۔''

چیئرمین: ''ان سے قسم لے لیں کہ جو کچھ کہا گیا۔''

گواہ: ''حضور والا میرے دوستوں نے جو بیان دیئے، ان کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے اور ذمہ داری لیتا ہوں، جو کچھ انہوں نے کہا، صحیح کہا۔''

اس کے بعد چیئرمین نے لاہوری قادیانیوں کی طرف سے پیش ہونے والے گواہوں کو رخصت کی اجازت دی۔ یوں خصوصی کمیٹی میں مرزا قادیانی کے ماننے والے دونوں گروپوں سے سوال و جواب کا مرحلہ طے ہوا۔ ۲۳ دن کی اس کارروائی میں ربوہ گروپ کے مرزا ناصر، لاہوری قادیانیوں کی طرف سے صدرالدین، مرزا مسعود بیگ اور مرزا قادیانی کے پہلے جانشین حکیم نورالدین کے بیٹے عبدالمنان عمر نے سوالات کے جواب دیئے اور اجلاس ۵؍ستمبر تک ملتوی ہوگیا۔ آخری مرحلے میں اٹارنی جنرل اس طویل بحث میں اختتامی بات کریں گے۔

سات دن کے التوا کے بعد قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۵؍ستمبر کو دوبارہ شروع ہوا۔ اس سے قبل ۵؍اگست سے ۲۸؍اگست تک اس کمیٹی نے چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں قادیانیوں کے دونوں گروہوں (ربوہ اور لاہوری) کے ذمہ داروں سے ان کے مذہبی عقائد، مرزا غلام قادیانی کی حیثیت اور ختم نبوت کے حوالے سے سوالات کے ذریعے ان کے معتقدات کی حقیقت جاننے کی سعی کی۔ اس سارے عمل میں بڑی احتیاط اور قانون کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرزا غلام قادیانی کے ماننے والوں کو موقع دیا گیا کہ وہ ختم نبوت کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کریں۔ اس پورے عمل میں اخلاق کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا کہ اس طویل بحث میں یہ بات کسی شبہ اور ابہام کے بغیر پوری صحت کے ساتھ کھل کر سامنے آگئی کہ دونوں گروہوں کے درمیان عقیدے کا کوئی اختلاف سرے سے موجود ہی نہیں، بلکہ وجۂ تنازعہ چوہدراہٹ تھا۔ مرزا قادیانی اور اس کے پہلے جانشین حکیم نورالدین کے آنجہانی ہونے تک کسی اختلافی بات کا کوئی وجود نہ تھا۔ مرزا قادیانی اپنی نبوت، الہام اور وحی کے نزول کے جو دعوے کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کا پہلا جانشین جو اس کے خانوادے سے نہ تھا، مرزا کے دعوؤں پر یقین کامل کا اظہار کرتا رہا اور مرزا کو ماننے والے حکیم نورالدین کی ہر بات پر بلاحیل و حجت یقین کرتے رہے۔ کسی نے مرزا کے کسی دعوے کی نئی تاویل نہیں کی۔ البتہ جب نورالدین کے آنجہانی ہونے کے بعد جانشینی کا مرحلہ آیا تو مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر الدین محمود نے جانشینی کو اپنا حق جانا اور تمام حربے آزمائے۔ ربوہ پر قبضہ کرلیا۔ مدِمقابل حکیم نورالدین کا بیٹا عبدالمنان عمر اور محمد علی نامی ایک قادیانی شکست کے بعد ایک مختصر گروہ کے ساتھ الگ ہوگئے اور لاہوری گروپ کی

شناخت کے ساتھ سامنے آئے۔ ربوہ کے مرزا ناصر کے بعد لاہوری گروپ کی جانب سے صدرالدین، مرزا مسعود بیگ اور عبدالمنان نے سوالات کے جواب میں اگرمگر کی ہیرا پھیری کے ساتھ مرزا قادیانی کے بارے میں اسی عقیدے کا اظہار کیا، جو ربوہ کے مرزا ناصر نے بیان کیا۔ خصوصی کمیٹی میں ۲۳ دن کی کارروائی قارئین قبل ازیں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

۲۸ راگست ۱۹۷۴ء کو لاہوری گروپ پر جرح ختم ہوئی اور کمیٹی کا اجلاس سات دن کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

۵ رستمبر کو اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار نے کمیٹی کے سامنے اپنے طویل خطاب میں معاملے کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی۔ جناب یحییٰ بختیار نے جس عرق ریزی اور لگن سے ختم نبوت کے منکرین سے جرح کی، اس پر ان کی تحسین واجب ہے۔ یحییٰ بختیار مرحوم نے سارے ایوان کے تعاون اور معاونت پر شکریہ ادا کیا، بالخصوص دو واجب الاحترام ارکان کا نام لے کر ان کے قابل قدر معاونت پر تحسین کی: ایک مولانا ظفر احمد اور دوسرے گوجر خان سے پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی محترم عزیز احمد بھٹی۔ بھٹی صاحب مرحوم بعد ازاں ہائی کورٹ کے جج بھی رہے۔ محترم یحییٰ بختیار کے خطاب کو زیر تحریر لانے سے قبل محض یاددہانی کے طور پر بالخصوص نوجوان نسل کی آگاہی کی خاطر یہ جتانا ضروری ہے کہ جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لئے قرارداد منظور کی، آئین میں ترمیم کی گئی، اس وقت دارالحکومت کی تعمیر ابتدائی مراحل میں تھی اور موجودہ پارلیمنٹ بلڈنگ، ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس، عدالت عظمیٰ کی باوقار عمارت سیکریٹریٹ غرض کچھ بھی موجود نہ تھا۔ قومی اسمبلی کے اجلاس اسٹیٹ بینک بلڈنگ میں منعقد ہوتے تھے۔ پارلیمنٹ کی عمارت کی تعمیر ۱۹۸۵ء میں مکمل ہوئی۔ ایوب خان کے دور میں قومی اسمبلی کے اجلاس لالکرتی کی ایک عمارت میں ہوتے تھے۔ وفاقی حکومت کے دفاتر کے لئے ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل سڑک بند کر کے ایک عارضی عمارت تعمیر کی گئی۔ بعض وزارتوں بالخصوص وزارت دفاع کے کام شاہراہ کشمیر راولپنڈی کی ایک قدیم عمارت میں ہوتے تھے، جو کلکتہ بلڈنگ کے نام سے جانی جاتی تھی۔ وزارت دفاع تاحال اسی عمارت میں ہے۔

دارالحکومت میں تعمیرات آہستہ آہستہ نمودار ہوئیں۔ سپریم کورٹ بلڈنگ کا سنگ بنیاد محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنے پہلے دور حکومت میں رکھا۔ اس کی تعمیر مکمل ہونے تک عدالت عظمیٰ پشاور روڈ کی ایک عمارت میں کام کرتی تھی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزیر اعظم سیکریٹریٹ تعمیر ہونے تک اسٹیٹ بینک بلڈنگ کی بالائی منزل میں اپنے دفاتر راولپنڈی سے منتقل کئے۔ سو قادیانیوں کے خلاف آخری معرکہ ختم نبوت اسٹیٹ بینک بلڈنگ میں ہوا، جب پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے وہ تاریخی قرارداد منظور کی، جس کے تحت آئین پاکستان کی دو دفعات میں ترمیم کی گئی: آئین پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں فرقوں کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کی گئی: "قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے تمام اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کے الفاظ درج کئے جائیں۔" اسی طرح آئین کی دفعہ ۲۰۵ کی شق ۲ میں حسب ذیل شق شامل کی گئی: "جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔"

محترم یحییٰ بختیار (اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین) نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں، جس کا پورا احساس معزز ارکان کریں گے۔ میری سرکاری حیثیت بطور اٹارنی جنرل ہے۔ میری کچھ قیود اور مجبوریاں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ معزز ارکان ان کو بھی مدنظر رکھیں گے۔ سب سے پہلے تو موضوع کے حوالے سے میری زبان دانی کی مجبوری تھی، تاہم میں نے ایوان کی ہدایت کے مطابق حتی المقدور بہترین طریقے سے فرض نبھانے کی کوشش کی اور معزز ارکان نے مجھ پر جو اعتماد کیا، اس کے لئے ان کا شکر گزار ہوں (یہ ارکان کی طرف سے سوالات اردو میں ہونے کی طرف اشارہ ہے) میں نے اپنی اہلیت کے مطابق اپنا فرض نبھایا اور ادائیگی فرض کو معزز اراکین کی خواہش کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کی۔ میں سمجھتا ہوں جو سوالات مجھے دیئے گئے، ان کو میں نے مناسب انداز میں گواہوں کے سامنے پیش کیا، جہاں تک شہادت کا تعلق ہے، میری پوری کوشش ہوگی کہ جو کچھ ریکارڈ پر شہادت موجود ہے، اسے مختصراً پیش کروں، لیکن بحیثیت اٹارنی جنرل میں میں ایوان کا رکن نہیں ہوں۔ اس لئے نہ میں کوئی فیصلہ جج کی طرح دے سکتا ہوں، نہ اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہوں۔ میرا فرض یہ ہے کہ میں غیر جانبدارانہ طور پر ایوان کی مدد کروں۔ سب کو یہ احساس ہوگا کہ میں یہاں ایک فریق کی نمائندگی یا دوسرے فریق کی مخالفت نہیں کر رہا۔ آپ اس معاملے میں بحیثیت منصف کے ہیں۔ اس لئے میرا فرض منصبی ہے کہ میں معاملے کے دونوں پہلو آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ نہ کوئی یہ محسوس کرے اور نہ یہ کہہ سکے کہ یہ یکطرفہ کارروائی ہے اور اٹارنی جنرل نے اپنی حیثیت کا جائز یا ناجائز استعمال کرتے ہوئے فیصلے پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ چنانچہ میری اس مجبوری کے پیش نظر اگر دونوں فریقوں کے نقطہ نظر کو پیش کروں تو اسے صحیح انداز میں سمجھا جائے گا۔ جہاں تک فیصلے کا تعلق ہے وہ تو اس

ایوان نے ہی کرنا ہے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ یہ ایک بہت منصفانہ فیصلہ ہوگا۔ صحیح فیصلہ جو ملک کے عوام کی خواہشات اور احساسات کے مطابق ہوگا۔ ہمیں اسلام اور ملک کے مفاد کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ مجھے ذرہ برابر شک نہیں کہ حب الوطنی اور اسلام کی محبت کے احساسات ہر لحہ موجود ہیں۔ اس لئے مجھے اس بارے میں بھی قطعاً کوئی شبہ نہیں کہ معزز ارکان بالکل درست فیصلہ کریں گے۔ مجھے اس موضوع پر وزیر اعظم کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ وزیر اعظم (جناب بھٹو) اس معاملے میں بہت بے تاب ہیں، کیونکہ جو بھی فیصلہ ہوگا، بڑی اہمیت کا حامل ہوگا۔ وزیر اعظم کی سوچ ایک عام مسلمان کی سوچ ہے اور ان کے جذبات عام مسلمان کے جذبات ہیں، لیکن ساتھ ہی وہ وزیر اعظم بھی ہیں۔ اس لئے یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ کوئی شخص اپنے حقوق سے محروم نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی بلا قانونی جواز کے اپنی زندگی، آزادی، عزت، شہرت سے محروم کیا جائے۔ میں امید کرتا ہوں، مجھے یقین ہے کہ اس معاملے میں ایک نہایت ہی مناسب اور منصفانہ فیصلہ ہو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جرح کے دوران میں نے امیر جماعت احمدیہ ربوہ پر واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ ایوان نہ تو کسی کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے، نہ ہی کسی کی دل آزادی مقصود ہے۔ یہ ایوان ایک منصفانہ فیصلہ فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی گزارشات پیش کروں گا اور تمام حقائق اور واقعات اختصار سے پیش کروں گا۔ ایوان کے سامنے ایک قرارداد اور ایک تحریک ہے۔ تحریک جو وزیر قانون (حفیظ پیرزادہ) نے پیش کی، اس کا متن حسب ذیل ہے:

رولز آف بزنس کے قاعدہ ۲۰۵ کے تحت، یہ ایوان ایک خصوصی کمیٹی تشکیل کرے جو پورے ایوان پر مشتمل ہو۔ اس کمیٹی میں وہ تمام اشخاص شامل ہوں، جو ایوان کو خطاب کرنے کا حق رکھتے ہوں، نیز ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا استحقاق رکھتے ہوں۔ اسپیکر قومی اسمبلی میں کمیٹی کے چیئرمین ہوں اور یہ کمیٹی مندرجہ ذیل امور انجام دے۔ ۱: دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ ۲: کمیٹی کی جانب سے متعین کردہ معیار کے اندر ارکان سے تجاویز، مشورے، ریزولیشن وصول کرنا اور ان پر غور کرنا۔ ۳: مندرجہ بالا متنازعہ امور کے بارے میں شہادت لینے اور ضروری دستاویزات پر غور کے بعد سفارشات مرتب کرنا۔ کمیٹی کا کورم ۴۰ ارکان کا ہوگا جن میں سے دس ارکان کا تعلق حزب اختلاف کی جماعتوں سے ہوگا۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب
☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
زعفران، جائفل، بالچھڑ، مغز بندق، آرد خرما، جوہر آمن
مصطگی، جلوتری، بیج، مغز جولہ، سنگھاڑا، کشتہ چاندی
مروارید، دارچینی، اکر، الائچی خورد، بیج کاکنج، مغز خربوزہ
ورق طلاء، لونگ، مائیں، الائچی کلاں، بیج عشق پیچہ
33 اجزاء
ورق نقرہ، گوند کیکر، جز سوکھے، ترنجبین، ماجو
مغز چلغوزہ، مغز بادام، رس کنولی، بہمن سفید، گوند کتیرہ

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، تخم خرفہ
آب بہی، آب لیموں، شہد خالص، بہمن سفید، عود ہندی
زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، بادرنجبویہ
ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، تخم کاہو، درونج عقربی
صندل سفید، طباشیر، آملہ، جوہر مرجان، مغز تربوز
گل گاؤ زبان، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ
فیصل FOODS شارع الائز ڈی گراؤنڈ سپلائز کالونی فیصل آباد

فاعتبروا یا اولی الابصار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

جل جلالہ

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

لا نبی بعدی

نامور علماء ومناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

34 واں
سالانہ ختم نبوۃ کورس

زیر سرپرستی
استاذ المحدثین
حضرت
مولانا
ڈاکٹر
عبدالرزاق اسکندر صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ
23 مئی 2015 تا 15 جون 2015
مطابق
4 شعبان 1436ھ تا 27 شعبان 1436ھ

✦ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✦ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✦ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670